Regd No. 9767

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
وَعَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

جلد ۱۸ — شمارہ ۴۱

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۷ اخاء (اکتوبر) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارے میں ۲۷ تبوک کی آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور پُرنور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

قادیان ۷ اخاء محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلّمہُ اللہ تعالیٰ کو گزشتہ چار روز بخار رہا۔ پرسوں سے اترا ہے۔ اب طبیعت پہلے سے بہتر ہے۔ آپ کو انتڑیوں کی سوزش اور بخار کی تکلیف دی۔ محترمہ بیگم صاحبہ چھوٹی بچی نصرت اور باقی سب بچے بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سب کا ہر طرح حافظ و ناصر رہے آمین۔

★ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان مع جملہ درویشانِ کرام کے بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔

۲۶ رجب ۱۳۸۹ھ — ۹ اخاء ۱۳۴۸ ہش — ۹ اکتوبر ۱۹۶۹ء

دورِ تنزل کے بعد اسلام کے عروج کی عظیم الشان قرآنی پیشگوئی

بیان فرمودہ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ

تفسیرِ کبیر میں سورت تکویر کی آیات فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْکُنَّسِ وَالَّیْلِ اِذَا عَسْعَسَ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ کی جو پُر معارف تفسیر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی وہ احباب کے علمی استفادہ کے لئے ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ افسوس! مسلمانوں کی دینی حالت کی کمزوری اب بھی قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی طرف توجہ کرنے کی توفیق دے۔ ——— ادارہ

حضرت المصلح الموعودؓ فرماتے ہیں:-

چونکہ پہلی آیت میں عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ فرمایا تھا۔ یعنی انسان نے جو کچھ کیا ہے اس کا نتیجہ ضرور دیکھ لیگا۔ اس لئے اس زمانہ کے اعمال کو بتاتا ہے کہ وہ اس وقت تین پہلو رکھتے ہوں گے یعنی اول مسلمان مغربیت سے ڈر کر میدان سے بھاگ جائیں گے اور غلط راستہ اختیار کر لیں گے۔ پھر اس کے ساتھ ہی عقل و دانش کو ترک کر کے رسمی اسلام کو بھی پیش کرتے رہیں گے لیکن باوجود اس کے حقیقی قربانی ان سے مفقود ہو گی۔ وہ چھپ کر گھروں میں بیٹھ جائیں گے۔ اور دشمن کا روحانی مقابلہ نہ کریں گے۔ بھلے بُرے سے کچھ تعلق نہ رکھیں گے۔ اس وجہ سے اسلام کمزور ہو جائے گا۔ اور دشمنانِ اسلام غالب آتے چلے جائیں گے۔ ادنیٰ تدبر سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس زمانہ میں کہ یہی زمانہ اِس سورۃ میں مذکور ہے۔ مسلمانوں کی حالت ایسی ہی ہے۔ اوّل تو سب کے سب مسلمان خُنَّس ہیں یعنی سیدھے راستہ سے بھٹک گئے ہیں اور نقطۂ صداقت سے واپس ہٹ گئے ہیں۔ یعنی انہوں نے کفر کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور اسی طریق کو وہ خدمتِ قوم و خدمتِ ملک سمجھتے ہیں۔ یورپ کے طریق اور یورپ کے رویّہ کو اور اس کے فلسفہ کو اُن لوگوں نے راہ نما بنا لیا ہے اور اس کے خلاف کو موجبِ خسران و تباہی سمجھتے ہیں۔ درحقیقت وہ نام کے مسلمان ہیں اور انہوں نے مغربیت کا نام اِسلام رکھ لیا ہے۔ اب یہ حال ہے کہ ایک ہی طور و طریق رکھ کر ایک آدمی عیسائی کہلاتا ہے اور ویسا ہی طور و طریق رکھ کر دوسرا آدمی مسلمان کہلاتا ہے۔ محقق دیکھ کر حیران ہوتا ہے کہ یہ کیا عجیب بات ہے کہ وہی طور و طریقہ مسیحیت بھی کہلاتا ہے اور اسلام بھی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ان کی یہ حالت ہے کہ جہاں وہ حقیقت میں اسلام سے ہٹ گئے ہیں ظاہر میں وہ اسی راستہ پر چلے جا رہے ہیں اور کہلاتے مسلمان ہی ہیں۔ گویا ایک طرف اسلام کو چھوڑ رہے ہیں اور دوسری طرف اسلام کی طرف رغبت بھی ظاہر کر رہے ہیں۔ اور یہ دکھاتے ہیں کہ وہ اسلامی راستہ پر چل رہے ہیں لیکن ان کا یہ جوش و خروش صرف رسمی اور زبانی ہے۔ کیونکہ جہاں ایک رسمی اسلام کی اتباع کا ان کو دعویٰ ہے وہاں یہ بھی نظر آتا ہے کہ کام کے وقت وہ اپنے گھروں میں چھپ جاتے ہیں۔

اور اسلام کی خاطر کوئی قربانی نہیں کرتے۔ یہ نقشہ لفظاً لفظاً اس وقت کے مسلمانوں پر چسپاں ہوتا ہے۔ وہ اسلام کی تعلیم کو چھوڑ چکے ہیں مگر باوجود اس کے اسلام پر چلنے کے دعویدار بھی ہیں۔ اور اس کی تائید میں خوب نعرے بھی لگاتے ہیں۔ لیکن عملاً وہ ہر سچی قربانی سے گریز بھی کر رہے ہیں اِس گری ہوئی حالت میں بھی اگر مسلمان سچی قربانی کریں جس طرح یورپ کے لوگ کرتے ہیں تو وہ اپنی دنیوی عزت کا کثیر حصہ واپس لے سکتے ہیں۔ مگر حقیقی عمل کے وقت وہ کُنَّس ہو جاتے یعنی اپنی غاروں میں چھپ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور دشمنِ اسلام کی متاع لوٹ کر لے جاتا ہے۔ یورپ تو الگ رہا غلام اقوام کے مقابلہ پر بھی مسلمان باوجود بعض قوموں سے زیادہ ہونے کے ان کے مقابلہ پر دلیری سے نہیں کھڑا ہو سکتا۔ کیونکہ دائمی اور مستقل قربانی سے وہ گھبراتا ہے۔ اِس لئے پہلی بھبکی کے بعد وہ بیٹھ دکھا کر بھاگ جاتا ہے اور میدان ہمیشہ اس سے کمزور لیکن زیادہ منظم جماعت کے ہاتھ میں آجاتا ہے۔

وَالَّیْلِ اِذَا عَسْعَسَ ۙ
وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۙ

پہلی آیت میں جو بھیانک نقشہ اس زمانہ کے مسلمانوں کا کھینچا گیا تھا۔ اور جسے دیکھ کر تباہی کے سوا کوئی انجام نظر نہ آتا تھا اب ان آیات میں تسلی دلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ تاریکی کا یہ دور دائمی نہ ہوگا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ رات کو بھی بطور شہادت پیش کرتا ہے جب وہ چلی جائیگی اور خاتمہ کے قریب پہنچ جائیگی۔ اور صبح کو بھی بطور شہادت پیش کرتا ہے۔ جب وہ سانس لیگی۔ یعنی اپنے وجود کو ظاہر کرنے لگے گی۔ رات کا جانا اور صبح کا آنا تنزل کے دور کے خاتمہ اور ترقی کے نئے دور کے ظہور پر دلالت کرتا ہے۔ اور اسی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔ اسلام کے اس دورِ تنزل پر اللہ تعالیٰ خاموش نہ رہیگا۔ بلکہ اسے دور کرنے کے سامان پیدا کریگا۔ اور اس وقت صبح کا ستارہ اسکی طرف سے ظاہر ہوگا۔ یعنی وقت کا مصلح اور امام جو ہر تاریک رات کے بعد صبح کے ستارہ کی طرح ظاہر ہوتا ہے اس وقت ظاہر ہوتا ہے۔

جب ظلمت بڑھتی چلی جاتی ہے اور انسان روشنی کے ظہور سے مایوس ہو جاتا ہے۔ اس وقت اگر روشنی کے ہلکے سے آثار نمودار ہوں تو وہ نظارہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسے ایک انسان بظاہر مرا ہوا نظر آتا ہے۔ لیکن دراصل ابھی زندہ ہوتا ہے۔ اس وقت جب اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے دیئے جاتے ہیں تو گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کی جدوجہد کے بعد وہ ایک ہلکی سی سسکی لیتا ہے جس پر گھر والے خوش ہو جاتے ہیں کہ یہ مرا نہیں بلکہ زندہ ہے۔ اسی طرح فرماتا ہے وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ۔ اس وقت ایسا تاریکی کا زمانہ ہوگا کہ ہر شخص کہیگا اسلام اب مر چکا۔ اس کی زندگی کے کوئی آثار باقی نہیں رہے۔ کچھ لوگ ایسے ہونگے جو اسلام کے مردہ کو چھوڑ کر چلے جائینگے۔ کچھ لوگ ایسے ہونگے جو بیٹھ کر رونے لگ جائیں گے مگر کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو اپنے کام میں لگے رہیں گے۔ اور وہ اس کے منہ پر چھینٹے دیتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ اسلام ذرا سا سانس لے گا۔ اس وقت سب کہیں گے کہ لو اسلام زندہ ہو گیا۔

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۹ اخاء ۱۳۴۸ ہش

قادیان کے جلسہ سالانہ میں دو ماہ باقی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے نظارت دعوت و تبلیغ نے امسال قادیان میں جماعتِ احمدیہ کے سالانہ جلسہ کے انعقاد کی تاریخوں کا جو اعلان کیا ہوا ہے اس کے مطابق خدا نے چاہا تو یہ جلسہ ۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر ۱۹۶۹ء کو اپنی روایتی شان کے ساتھ منعقد ہوگا۔ اخبار میں اس طرح کا اعلان مسلسل شائع کیا جا رہا ہے تا احباب کو یاد رہے اور اس کے لئے تیاری کی جا سکے۔ جب یہ پرچہ احباب تک پہنچے گا تو جلسہ کے انعقاد میں صرف دو ماہ باقی رہ جائیں گے۔ شرکت کرنے والے دوست اندازہ کر لیں کہ کس قدر کم مدت رہ گئی ہے۔ جس بھائی نے کرایہ کا بندوبست کرنا ہے وہ بھی اس کا فکر کرلے۔ اور جس نے اپنے کاروبار اور دوسرے ضروری امور کو سمیٹنا ہے وہ بھی اس کے مطابق ابھی سے تیار ہو جاتے۔ جہاں آپ خود اس بابرکت جلسہ میں شریک ہوں، کوشش کریں کہ آپ کے ہمراہ زیادہ سے زیادہ دیگر احباب بھی تشریف لائیں تا اس رُوحانی اجتماع سے جہاں تک ممکن ہو زیادہ سے زیادہ تعداد میں احباب جماعت مستفید ہوں۔

قادیان جماعتِ احمدیہ کا رُوحانی مرکز ہے جسے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے بعد تیسرا درجہ حاصل ہے۔ اور اس مبارک اجتماع میں جو سراسر رُوحانی اغراض کے پیشِ نظر منعقد ہوتا ہے شرکت کے لئے سفر کرنا حج بیت اللہ کے بعد دوسرے نمبر کا بابرکت سفر ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ کی نگاہ بندوں کے دلوں پر ہے اسلئے جو دوست اس بابرکت سفر کی نیت رکھتے ہیں اور اس کے لئے مناسبِ حال تیاری کے لئے کوشاں ہیں اُن کا ثواب تو اسی وقت سے شروع ہو جاتا ہے جب، انہوں نے اس مبارک سفر پر روانہ ہونے کی نیت کر لی۔ اسلئے اس کے ساتھ احباب کرام اپنی خصوصی دُعاؤں میں بھی لگ جائیں تا یہ سفر ہر طرح سے اُن کے لئے خدائی برکتوں۔ رحمتوں اور فضلوں کا باعث بنے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مبارک جلسہ میں شریک ہونے والوں کے لئے جو بے نظیر دعائیں کی ہیں بلاشبہ اُن سب شرکاء جلسہ کے حق میں قبول ہوں گی جو اپنے دلوں میں خیر و برکت کے حصول کی نیت سے کہ عازم سفر ہوتے ہیں ——!! اس کے علاوہ جو اغراض و مقاصد اس للٰہی جلسہ کی بنیاد رکھتے وقت پیشِ نظر تھیں وہ بھی کوئی کم اہم نہیں۔ اور اُن کا افادی پہلو کسی وقت بھی کم نہیں ہو سکتا۔ تھوڑی دیر کے لئے احباب حضور علیہ السلام ہی کے مبارک الفاظ پر غور فرمائیں جو حضور نے اس جلسہ کے بارہ میں ارشاد فرمائے۔ حضورؑ فرماتے ہیں:-

"قرینِ مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جن میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرطِ صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔"

—— "حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کیلئے اور دُعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے۔

—— اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز اُن دوستوں کے لئے خاص دُعائیں اور توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔

اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناس ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔ اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دُعائے مغفرت کی جائے گی۔ اور تمام بھائیوں کو رُوحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور اُن کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اُٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلشانہٗ کوشش کی جائے گی —— اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی رُوحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔"

اسی مقام پر آگے حضورؑ نے فرمایا:-

—— "اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں۔ اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دقت سرمایہ سفر میسر آجائے گا۔ گویا یہ سفر مفت میسر ہو جائے گا۔"

(رسالہ آسمانی فیصلہ صفحہ ۳)

اِن اغراض کو ملحوظ رکھ کر ہر سال کے جلسہ سالانہ کے پروگرام کا جائزہ لیں اور جلسہ کے ایام میں شرکاءِ جلسہ کی مصروفیت پر نگاہ ڈالیں۔ آپ کا دِل گواہی دے گا کہ خدا کے فضل و کرم سے وہ اغراض و مقاصد جن کے پیشِ نظر اس بابرکت جلسہ کی بنیاد رکھی گئی آج جبکہ اس پر ۷۸ سال کا طویل عرصہ گذرتا ہے نو بنو اور تازہ بتازہ ہیں۔ بلکہ جن دوستوں کو خدا تعالےٰ کی دی ہوئی توفیق کے ماتحت قریباً ہر سال ہی مرکزِ سلسلہ میں حاضر ہو کر شریکِ جلسہ ہونے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ وہ اس حقیقت کا ذاتی تجربہ رکھتے ہیں کہ اُن کا یہ سفر کتنی پہلوؤں سے اپنے لئے اور اپنے اعزّہ و اقرباء کے لئے بے شمار رُوحانی برکات کا حامل ہوتا ہے۔ یہ کوئی ایک آدھ سال کا تجربہ نہیں بلکہ کم و بیش احمدیت کی تین نسلیں اس کا عملی تجربہ کر چکی ہیں اور اس نسخۂ کیمیا کو آزما چکی ہیں۔

جلسہ سالانہ میں مرکز سلسلہ کے مقدس مقامات کی زیارت، بزرگانِ جماعت کی نیک صحبت، رُوحانی مجالس میں شرکت، اجتماعی اور انفرادی دُعاؤں میں شمولیت کے بعد جب وہ اپنے وطنوں کو واپس لوٹتے ہیں تو اُن کے ایمان پہلے سے کہیں زیادہ بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور ان کی روحیں زیادہ صیقل ہو کر رُوحانیت میں ذاتی اصلاح کی بیش قیمت دولت حاصل کر چکی ہوتی ہیں اور سب دوست اپنے اندر خدمت و اشاعتِ دین کا نیا جوش اور خاص ولولہ لے کر یہاں سے رخصت ہوتے ہیں۔ بظاہر حالات تو وہ گنتی کے دن ہی اس مقدس مقام میں قیام کر کے جاتے ہیں۔ لیکن ایک عرصہ تک اس رُوح پرور ماحول کی یاد اُن کے دلوں میں تازہ رہتی ہے جو ہر دم انہیں رُوحانی پرواز میں تیز رفتاری بخشتی اور انقطاع الی اللہ کے جذبہ کو تقویت پہنچاتی رہتی ہے۔ پس ایسے فوائدِ عجیبہ رُوحانیہ کے حصول کے لئے ہر احمدی کو مرکزِ سلسلہ میں حاضر ہونے اور چند روز یہاں قیام کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا چاہیئے۔ خدا تعالےٰ توفیق دے۔

مرکزِ سلسلہ میں اس رُوحانی اجتماع کے انعقاد کے ساتھ ہی جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہونے والے لازمی اخراجات کی طرف بھی ذہن منتقل ہوتا ہے۔ یہ اخراجات احبابِ جماعت کے چندوں ہی سے پورے ہوتے ہیں۔ جلسہ سالانہ کا چندہ لازمی چندوں میں سے ہے۔ اسلئے مناسب ہے کہ جماعتیں اپنے ذمہ واجب الادا چندہ جلسہ سالانہ کی رقوم جلسہ سالانہ کے انعقاد سے قبل ہی سو فیصدی ادا کر دیں۔ تاکہ جلسہ کے اخراجات میں کسی طرح کی دِقت پیش نہ آتے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد اِس ضمن میں بڑا ہی مبارک ایمان افروز اور قابلِ توجہ ہے۔ حضورؓ فرماتے ہیں:-

"ہمارا جلسہ سالانہ تمام عُرسوں۔ میلوں اور اجتماعوں سے بالکل مختلف ہے اور اس میں حصہ لینا بڑے ثواب کا کام ہے۔ جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ ابھی سے جلسہ سالانہ کا چندہ جمع کرنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ ہمارا تجربہ ہے کہ جو جماعتیں جلسہ سے پہلے چندہ دے دیتی ہیں وہ تو دے دیتی ہیں اور جو رہ جاتی ہیں وہ رہتی چلی جاتی ہیں۔"

دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ احباب کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ میں شرکت کے لئے حاضر ہونے کی توفیق دے اور اخراجات جلسہ سالانہ کے لئے واجبی چندہ کی رقوم بھی بروقت ادا کر کے اس فریضہ سے بھی سبکدوشی حاصل کر لینے کی سعادت بخشے آمین وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ ٭

ہمیں اپنے ہر مسئلہ کے حل کے لئے قرآن کریم کی طرف ہی رجوع کرنا چاہیئے

دنیا اور دین کی حسنات کے لیئے جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ سب اس میں پائی جاتی ہیں

فضلِ عمر تعلیم القرآن کلاس کے طلباء سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب

ربوہ - ۹ ر ظہور ۱۳۴۸ ہش (۹ ر اگست ۱۹۶۹ء) بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس میں تشریف فرما ہو کر فضلِ عمر تعلیم القرآن کلاس میں شریک ہونے والے طلباء کو مخاطب کرتے ہوئے انہیں قیمتی نصائح سے نوازا - حضور کے ان ارشادات کا متن ذیل میں درج کیا جاتا ہے :- ایڈیٹر

فرمایا :-

بعض کتب دنیا میں ایسی ہیں کہ ان کا نہ تو یہ دعوٰے ہے اور نہ کوئی انسان یہ سمجھتا ہے کہ ہر چیز ان سے مل جاتی ہے - آپ طالب علم ہیں - آپ جانتے ہیں کہ دسویں جماعت میں مختلف علوم پڑھائے جاتے ہیں - اور ہر علم کے لئے ایک سے زاید کتابیں ہیں اسی طرح دوسری کسی الہامی کتاب کا بھی یہ دعوٰے نہیں کہ ہر علم اس میں پایا جاتا ہے لیکن ایک کتاب ایسی ہے کہ اس کا دعوٰے بھی ہے اور جو اس پر ایمان لایا ہے اس کا مشاہدہ بھی ہے کہ اس کے اندر سب ضروری چیزیں پائی جاتی ہیں

دنیا اور دین کی حسنات کیلئے

جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ سب اس میں پائی جاتی ہیں - ہر بنیادی چیز اس سے مل رہی ہے - یعنی جس مقصد کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے اس مقصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو قوتیں عطا کی ہیں ان قوتوں کی نشو و نما اور انہیں کمال تک پہنچانے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ قرآن کریم سے مل جاتی ہیں - قرآن کریم نے اس کا ذکر مختلف جگہ کیا ہے - مثلاً فرمایا :-

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي
هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ

(بنی اسرائیل آیت ۹۰)

یعنی ہم نے تمام ضروری باتیں اس میں مختلف پیرایوں میں بیان کی ہیں تا ہر آدمی

اپنی استعداد کے مطابق

اس سے استفادہ کرے - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ ؎

جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

پس اگر ہمارا یہ ایمان ہے کہ قرآن کریم میں ہر ضروری ہدایت پائی جاتی ہے تو ہمیں کسی اور طرف منہ کرنے کی ضرورت نہیں - مثلاً اقتصادیات ہیں

اقتصادیات کے متعلق

مختلف نعرے لگائے جاتے ہیں - یہ سب نعرے عدم علم کی وجہ سے ہیں - ہم یہ نہیں کہتے کہ ان نعروں میں نیک نیتی نہیں - ہر شخص نیک نیتی کے ساتھ یہ نعرے لگاتا ہے - لیکن یہ نعرے اس کے عدم علم کی وجہ سے ہیں - اب سوشلزم کا نعرہ بلند کیا جا رہا ہے - حالانکہ اسلام کے بعد سوشلزم کی ضرورت نہیں - اسلام کا اقتصادیات کے بارہ میں اپنا ایک نظریہ ہے

گزشتہ خطبات میں میں نے دو تین باتیں بیان کی ہیں مثلاً ایک یہ کہ

قرآن کریم کا یہ دعوٰی ہے

اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی تفسیر کرتے ہوئے یہی فرمایا ہے کہ اسلام کا پیش کردہ اقتصادی نظام ہر ایک نظام سے بہتر ہے - گویا قرآن کریم نے یہ ایک دعوٰے کر دیا - دوسری بات میں نے یہ بتائی تھی کہ کسی اور نظام نے ضرورتمند کی ضرورت کی صحیح تعریف نہیں کی - حالانکہ یہ بنیادی چیز ہے اگر آپ ضرورت کی صحیح تعریف نہیں کریں گے تو آپ یا تو افراط میں اختیار کریں گے یا اندھیروں میں بھٹکیں گے - قرآن کریم نے اس بارے میں نہایت لطیف تعلیم دی ہے اور وہ تعلیم رب العالمین کے الفاظ میں آجاتی ہے - کہ ربوبیت کے لئے جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ ہم نے پیدا کی ہوئی ہے - اور

جو حق ہم نے قائم کیا ہے

وہی درحقیقت حق ہے - جو کتاب ضرورت کی تعیین نہیں کرتی وہ حق کے قائم کرنے کو اہمیت نہیں دیتی -

ہمارے قریب لائل پور ایک انڈسٹریل ٹاؤن ہے - اس میں کپڑے کی ایک مل ہے جس کا نام نشاط ٹیکسٹائل مل ہے - مثال کے طور پر ہم دو مزدوروں کو لے لیتے ہیں جو وہاں کام کرتے ہیں ایک کا نام ہم زید رکھ دیتے ہیں اور ایک کا نام بکر رکھ لیتے ہیں - زید کو اس عمر میں (یعنی اس کی جو عمر آج ہے) اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا عطا کیا ہے اور اس کا کوئی اور رشتہ دار نہیں - یا کوئی رشتہ دار ہے تو وہ خود کمانے والا ہے اور اس کا بوجھ اس کے کندھوں پر نہیں - گویا وہ تین (خود - بیوی اور بچہ) افراد کھانے والے ہیں - لیکن بکر کو اللہ تعالیٰ نے ۹ بچے عطا کئے ہیں - گویا اس کے گیارہ افراد (خود - بیوی اور ۹ بچے) کھانے والے ہیں -

اب دیکھو - دونوں مزدور ایک ہی کارخانہ میں کام کر رہے ہیں - ایک کو اپنے گھرانہ کا پیٹ بھرنے کے لئے تین افراد کے پیٹ بھرنے کی ضرورت ہے اور دوسرے کو اپنے گھرانہ کا پیٹ بھرنے کے گیارہ افراد کے پیٹ بھرنے کی ضرورت ہے - اب چونکہ

قرآن کریم

کے علاوہ دوسری کتب نے ضرورت کی تعریف نہیں کی اس لئے وہ اندھیرے میں بھٹکتے پھریں گے مثلاً ایک اندھیرا تو تنخواہ کا ہے - کارخانہ والے بڑی چھلانگ لگائیں گے تو ایک مزدور کو ۱۱۵ روپے یا زیادہ سے زیادہ ۱۴۰ روپے دے دیں گے - اب ۱۱۵ روپے میں تین افراد کا گزارا شاید ہو جائے لیکن گیارہ افراد کا گزارا نہیں ہو سکتا - اگر ہم تنخواہ کے اصول پر قائم رہتے ہوئے تین اور گیارہ افراد پر مشتمل دو کنبوں کا پیٹ پالنے کی کوشش کریں تو بے اطمینانی ہو گی - زید کہے گا بکر کو زیادہ تنخواہ کیوں دی جاتی ہے جبکہ ہم دونوں برابر کام کر رہے ہیں - اور یہ اندھیرا اس لئے ہے کہ صفاتِ الٰہیہ کو سمجھا نہیں گیا - اور یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ صرف

رحیمیت کے جلوہ

سے ہی حقوق ادا ہو جاتے ہیں لیکن قرآن کریم نے سورۂ فاتحہ میں دعوٰے کیا ہے کہ صرف رحیمیت کے جلوے سے حقوق ادا نہیں ہوتے بلکہ حقوق کی ادائیگی کے لئے رحمانیت کے جلوہ کی بھی ضرورت ہوتی ہے -

ان اندھیروں میں بھٹکنے کے نتیجہ میں پرسکون اور حسین معاشرہ قائم نہیں ہو سکتا - سکونِ قلب اور حسین معاشرہ

صرف قرآن کریم کے اصول پر عمل کرنے سے

ہی قائم ہو سکتا ہے -

اس سال بجٹ سے پہلے تحریک جدید اور صدر انجمن احمدیہ نے مجھے لکھنا شروع کیا کہ تنخواہوں یا گزاروں (تنخواہ نہیں کہنا چاہیئے گزارہ کہنا چاہیئے - اللہ تعالیٰ نے ہمیں بڑے اخلاص سے کام کرنے والے دئے ہیں) میں دس فیصدی اضافہ کر دیا جائے کیونکہ مہنگائی بہت زیادہ ہے - اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ مضمون جو میں خطبات میں بیان کر رہا ہوں مجھے سمجھا دیا تھا - اس لئے میں نے کہا کہ میں تنخواہ یا گزاروں میں دس فیصدی اضافہ نہیں کروں گا - میں نے ان کا یہ مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا اس کی بجائے میں نے حکم دیا کہ کارکنوں کو آدھ سیر فی کس کے حساب سے، ساڑھے چار من سالانہ فی فرد کے حساب سے ضرورت کی گندم میں سے ۲۵ فیصدی گندم عطیہ کے طور پر دی جائے - اب ساڑھے چار من سالانہ کے حساب سے دس افراد پر مشتمل کنبہ کو ۴۵ من گندم کی ضرورت ہو گی اور تین افراد پر مشتمل کنبہ کو ساڑھے تیرہ من گندم کی ضرورت ہو گی

میری تجویز کردہ رعایت کے مطابق تحریک جدید یا صدر انجمن احمدیہ کے اس کارکن کو جس کے گھر کے تین افراد تھے تین من کچھ سیر گندم مفت ملی اور دس افراد کے کنبہ والے کو سوا گیارہ من گندم مفت ملی۔ اور کسی کو احساس بھی نہ ہوا کہ فلاں کو مجھ سے زیادہ گندم کیوں دے رہے ہیں۔ ویسے ہم گندم خریدنے کے لئے یہ رعایت بھی دیتے ہیں کہ کارکنوں کو رقم تنخواہ کے طور پر دے دیتے ہیں اور وہ اکٹھی گندم خرید لیتے ہیں۔ بعد میں یہ رقم دس برابر اقساط میں واپس ہو جاتی ہے۔ اور یہ ایک بڑی سہولت ہے میں یہ نہیں کہتا کہ ہم نے کارکنوں کے سارے حقوق ادا کر دیے ہیں لیکن

جس قدر عمل کی توفیق ملے

اس قدر عمل کر دینا چاہیئے اور ہمیشہ یہ بات مد نظر رکھنی چاہیئے کہ قرآن کریم کی تعلیم پر عمل ہو۔ ہماری جماعت چھوٹی اور غریب ہے۔ لیکن بڑی قربانی کرنے والی ہے۔ اس لئے کوئی شخص اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ اسے کیا تنخواہ مل رہی ہے۔ اگر تنخواہ ہی مقرر کرنی ہو تو نوے یا سو روپے ماہوار کا سوال ہی نہیں رہتا۔ پس جتنی توفیق ہمیں ہے اتنا ہم دے دیتے ہیں اگر یہ لوگ قربانی نہ کریں تو جو

اشاعت قرآن کا کام

ہو رہا ہے نہ ہو۔ لیکن جتنا کچھ ہم کر رہے ہیں اتنا کچھ دنیا کے کسی حصہ میں بھی نہیں ہو رہا ہے۔ بعض جگہوں پر یہ تو ہو سکتا ہے کہ یہ کر دیا جائے کہ پینے کے لئے شراب زیادہ دے دی جائے۔ لیکن تعلیم قرآن کے مطابق عمل کہیں بھی نہیں ہو رہا۔ اس وقت میں یہ بات بچوں کے ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں کہ ہمارا یہ ایمان ہے کہ سے

جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

پس ہمیں اپنے ہر مسئلہ کے حل کے لئے

قرآن کریم کی طرف رجوع کرنا چاہیئے

ادھر ادھر نہیں دیکھنا چاہیئے۔ کیونکہ قرآن کریم ہی سے ہمیں سب کچھ مل جاتا ہے۔ قرآن کریم اقتصادیات کی کتاب نہیں لیکن یہ انسانی حقوق کو قائم کرنے والی کتاب ہے اسی لئے اس میں اقتصادیات کے اصول بھی پائے جاتے ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے دیتا ہے وہ انہیں سمجھ لیتے ہیں۔ ضرورتوں کے ساتھ ساتھ علم کھلتے جاتے ہیں۔ پس

قرآن کریم سے اس رنگ میں پیار کرنا چاہیئے

کہ اس کے بعد کسی چیز کی ضرورت محسوس نہ ہو۔

تحریک جدید — صداقت احمدیت کا چمکتا ہوا نشان

از مکرم مولوی حکیم محمد الدین صاحب مبلغ انچارج صوبہ میسور۔ متعین بنگلور

تحریک جدید کی اہمیت

وہ خدا جس نے دنیا میں عالمگیر صداقت اسلام کی شکل میں بھجوائی اس نے دور آخرین کو دور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مشابہت دی۔ قرآن مجید میں وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ میں دور آخرین کے لوگوں کا ہی ذکر فرمایا ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اولیٰ میں جیسے بدری صحابہ رضی کو فضیلت حاصل تھی۔ یہاں بھی حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے پیشگوئی فرمائی ہوئی تھی کہ حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اپنے ۳۱۳ ابتدائی اصحاب رضی کے اسمائے گرامی دنیا کے سامنے پیش کریں گے

پھر جس طرح خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پانچ ہزار ملائکہ کی تائید کا وعدہ فرمایا تھا جس کا قرآن مجید نے ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے:—

یُمۡدِدۡکُمۡ رَبُّکُمۡ بِخَمۡسَۃِ اٰلٰفٍ

مِّنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ مُسَوِّمِیۡنَ

یہی وعدہ حضور کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تحریک جدید کی پانچ ہزاری فوج کے ذریعہ پورا ہو چکا ہے۔

تحریک جدید کا آغاز

جب دشمنان احمدیت نے احمدیت کو معاذ اللہ مٹانے کا دعوےٰ دنیا میں پیش کیا تو خدائے اسلام نے الاسلام یعلوا ولا یعلیٰ کا نشان دکھلانے کے لئے تحریک جدید کا آغاز اپنے نمائندے کے ذریعہ کرا دیا

تحریک جدید کے مطالبات

تحریک جدید کے مطالبات کیا ہیں۔ یہ روح قربانی کے عملی اسباق ہیں جن پر عملی جامہ پہنانے سے افراد اور قوم کو شستہ ربانی کی توفیق ملتی جائے گی۔ انشاء اللہ اس کا ہر مطالبہ اس دور کے امراض کا کافی و شافی علاج ہے۔ دنیا میں جو سرمایہ داری۔ اشتراکیت اور تمام ہر قسم ازموں کے امراض ہیں ان تمام انتہاؤں میں وسطی نقطہ تحریک جدید پیش کرتی ہے۔

تحریک جدید کے فوائد

تحریک جدید کے ذریعہ ہم نے

۱۔ آسمانی جماعتوں کا مزاج اپنے اندر پیدا کیا

۲۔ تحریک جدید سے ہمیں للعالمین نذیرا اور ھدی للناس کا بیرونی دنیا میں تبلیغی نظام ملا۔

۳۔ اس کے ذریعہ ہمیں بیرونی دنیا میں تبلیغ کے لئے لٹریچر ملا۔

۴۔ اسی کے ذریعہ ہمیں دنیا میں تبلیغ کے لئے مناسب واقفین زندگی ملے۔ اور انشاء اللہ ملتے چلے جائیں گے

۵۔ اس کے ذریعہ ہمیں دنیا میں تبلیغ کے وسائل اور ذرائع ملے اور اسباب کا ایک خزانہ ہاتھ آیا۔

۶۔ تحریک جدید کے دفتر اول کے مجاہدین کو خدا تعالےٰ نے ایک طرف بابرکت مقبول قربانی کرنے کی توفیق بخشی اور پھر ان قربانیوں کے نتائج بھی خدا تعالےٰ نے دکھا دئے۔ اسی پر اکتفا نہیں بلکہ ان کے جانشینوں کا ثمر و فخر بھی ان کی زندگیوں میں بفضلہ تعالےٰ جاری ہو چکا ہے۔

۷۔ اتنا ہی نہیں بلکہ ایک دور کی تو شاندار تاریخ بھی دنیا میں پیش ہو چکی ہے اور دوسرے دور کی تاریخ عنقریب پیش ہونے والی ہے

ہر مجاہد تحریک جدید نے عملی تجربہ کر لیا ہے کہ کس طرح خدا تعالےٰ کی راہ میں اربوں روپے لینے اپنے مذاہب کی تبلیغ کے لئے خرچ کرنے والوں کے مقابلہ میں ناچیز قربانی جو اخلاص اور تقوےٰ کے ہاتھوں پیش کی جاتی ہے وہ برکتوں کا سرچشمہ بن چکی ہے۔ کیا یہ قربانیاں حضرت مسیح موعود کے فرمان

زندگی مال در راہش کسے مفلس نمی گردد

کے مطابق چشم بینا کے لئے نشان نہیں کہ خدا تعالےٰ کی راہ میں معمولی قربانی کرنے والوں کے جان مال عزت آبرو میں کس طرح بے حساب برکت ملتی ہے

۹۔ پھر جماعت کے ہر نیک سے نیک کام پر بد ترین سے بد ترین داغ لگا کر اسے گھناؤنے رنگ میں پیش کیا جاتا تھا۔ لیکن تحریک جدید کے نتائج اتنے شاندار۔ اتنے عالمگیر اور اتنے شہرۂ آفاق ہیں کہ بڑے بڑے دشمن بھی یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہیں کہ دنیا میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ ہونے والی تبلیغ ہی مستقبل میں انقلاب عظیم اور اسلام کے غلبہ کا موجب ہوگی۔ انشاء اللہ

حرف آخر

اس مختصر مضمون کے آخر میں خاکسار احباب جماعت سے یہ گزارش کرے گا کہ اسلام کا یہ نشان جو درحقیقت خدا تعالےٰ کی عظمت و جلال ظاہر کرنے والا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ثابت کرنے والا چمکتا ہوا نشان ہے جو اپنے بہترین پھلوں سے ساری دنیا کو لطف اندوز کر رہا ہے اللہ تعالےٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ذریعہ دنیا کو یہ نشان دکھایا اور دوری شکل میں مسلسل قربانیوں کی اپنے لطف و کرم سے رو چلا دی ہے۔ جو خدا کرے ہمیشہ پروان چڑھتی رہے۔ اپنے محسن کے احسانات یاد رکھ کر شکر گزاری کے اعمال بجا لانے سے ہی ہم عبادی الشکور کے زمرہ میں شریک ہو سکتے ہیں

دعا ہے کہ مولےٰ کریم ہماری جماعت کے تمام افراد کو اس نعمت کی ایسی قدر دانی کی توفیق بخشے کہ جماعت ہمیشہ لئن شکرتم لازیدنکم کی ہمیشہ مصداق بنی رہے۔ اور اس بابرکت آزمودہ نسخہ کے آزمانے کے بعد دنیا کے ہر سعید الفطرت انسان کو اسے آزمانے کی دعوت دے۔ تا کوئی سعید الفطرت اس میں شرکت سے محروم نہ رہے اور خدا کرے جماعت اور افراد جماعت کا ہر قدم ہمیشہ ترقی سر بلندی اور خدا کی رضا کی راہوں میں آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے۔ اور ہم سب مجرم بنے بغیر خدا کے پاس حاضر ہو کر بلا حساب بخشش پا سکیں

اللھم آمین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین

حصہ جائداد کی قسط وار ادائیگی

حصہ جائداد کی قسط وار ادائیگی کا جو طریق دفتر ہذا کی طرف سے جاری کیا گیا تھا خدا تعالیٰ کے فضل سے اس پر بہت سے موصی عمل کر رہے ہیں۔ قسط مقرر کرنا ہر موصی کے اپنے حالات اور مرضی پر منحصر ہے۔ چاہے وہ کتنی ہی کم ہو۔ اللہ تعالےٰ سب موصیوں کو توفیق دے

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

ختم نبوت کے مثبت پہلو کے خلاف

علامہ اقبال کی اقتدا میں مولانا ندوی صاحب کے پیش کردہ شبہات کا جواب

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

قسط نمبر ۹

مولانا ندوی صاحب نے "ختم نبوت کا زندگی اور تمدن پر اثر" کے زیر عنوان نبوت کے جاری رہنے کے خلاف ایک وجہ یہ بتائی ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کا درحقیقت نوع انسان کے لئے ایک شرف و امتیاز ہے۔ وہ اس بات کا اعلان ہے کہ نوع انسان سن بلوغ کو پہنچ گئی ہے۔ اور اس میں یہ لیاقت پیدا ہو گئی ہے کہ وہ خدا کے آخری پیغام کو قبول کرے۔ اب انسانی معاشرے کو کسی نئی وحی، کسی نئے آسمانی پیغام کی ضرورت نہیں۔ اس عقیدے سے انسان کے اندر خود اعتمادی کی روح پیدا ہوتی ہے ... ... اب دنیا کو نئی وحی کے لئے آسمان کی طرف دیکھنے کی بجائے خدا کی پیدا کی ہوئی طاقتوں سے فائدہ اٹھانے اور خدا کے نازل کئے ہوئے دین و اخلاق کے بنیادی اصولوں پر زندگی کی تنظیم کے لئے زمین کی طرف لے جانے کے بجائے آگے کی طرف لے جاتا ہے۔ وہ انسان کے سامنے اپنی جد و جہد کا حقیقی میدان اور رخ بتلاتا ہے۔ اگر ختم نبوت کا عقیدہ نہ ہو تو انسان ہمیشہ تذبذب و بے اعتمادی کے عالم میں رہے گا۔ وہ ہمیشہ زمین کی طرف دیکھنے کی بجائے آسمان کی طرف دیکھے گا۔ وہ ہمیشہ اپنے مستقبل کی طرف سے غیر مطمئن ہو کر متشکک رہے گا اس کو ہر مرتبہ ہر نیا شخص یہ بتلائے گا کہ گلشن انسانیت اور روضہ آدم ابھی تک نامکمل تھا۔ اب وہ برگ و بار سے مکمل ہوا ہے (ملاحظہ ہو مرزا صاحب کا شعر ؎

روضۂ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تلک
میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

اور وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو گا کہ جب اس وقت تک یہ نامکمل رہا تو آئندہ کی کیا ضمانت۔ اس طرح وہ بجائے اس کی آبیاری اور اس کے پھلوں اور پھولوں سے متمتع ہونے کے نئے باغبان کا منتظر رہے گا جو اس کو برگ و بار سے مکمل کرے"

(قادیانیت صفحہ ۱۸۲-۱۸۳)

بات یہ ہے کہ مولانا ندوی صاحب قرآن کریم و احادیث کے بیان سے یا تو بلکل ناواقف ہیں یا پھر وہ عمداً ان پر پردہ ڈال کر اپنی من گھڑت باتیں و خطرات پیش کر رہے ہیں۔

قرآن کریم و احادیث میں ایک نبی اللہ کے آنے کی زبردست پیشگوئیاں موجود ہیں۔ جن کا ذکر بارہا ہمارے لٹریچر میں مخالفین کی آگاہی کے لئے آتا رہتا ہے۔ اس نبی کی آمد کی وجہ سے کیا ان کا اوپر والا بیان ہباءً منثورا ہو کر نہیں اڑ جاتا۔ یقیناً اس کی کچھ بھی وقعت نہیں رہتی۔ تعجب ہے کہ مولانا ندوی صاحب حضرت مسیح ناصری کی آسمان سے آمد و نزول کی انتظار میں آسمان کی طرف نگاہیں اٹھائے ہوئے یہ کس طرح کہتے چلے جا رہے ہیں کہ ہمیں آسمان کی طرف نگاہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہمیں قرآن اور رسول عربی ہی کافی ہیں۔ ہمیں اپنے لفظوں ہی پر اعتماد کر کے قدم آگے بڑھانا چاہیئے۔ اور خود اعتمادی سے کام لینا چاہیئے۔ آسمان کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ نہ کسی کی انتظار کرنا چاہیئے کیونکہ یہ یقین خود اعتمادی کے خلاف ہے۔ مولانا صاحب یہ نہیں سوچتے کہ وہ حیات مسیح کا عقیدہ رکھتے ہوئے خود ہی اپنے پاؤں پر کلہاڑی چلا رہے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو کاٹ رہے ہیں اور یوں جماعت احمدیہ کے موقف وفات مسیح کی تائید کر رہے ہیں

علاوہ ازیں اللہ تعالےٰ نے امت مسلمہ کو اھدنا الصراط المستقیم کی جو دعا قرآن کریم کی موجودگی میں ہمیشہ کے لئے سکھلائی ہے وہ ان کے نظریہ کا بطلان واضح کر رہی ہے۔ اور بتلا رہی ہے کہ انسان کو اپنے اوپر اس بارہ میں کبھی بھی اعتماد نہیں رکھنا چاہیئے بلکہ ہر آن اس کی نگاہ و توجہ آسمان کی رہنمائی کی طرف رہنی چاہیئے۔ بالخصوص جبکہ امت یہود و نصاریٰ کے نقش قدم بقدم مارنے کی وجہ سے اسلام سے دور تر ہٹ جائے۔ اس وقت نہ صرف دعا بلکہ عظیم الشان رہنما کی ان کو ضرورت ہو گی۔ اس کے بغیر وہ یہود و نصاریٰ کی قطار میں شمار ہوں گے۔

پھر رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا کی زبردست دعا ہے جو اس کی نگاہ کو ہر وقت آسمان کی طرف لگائے رکھتی ہے اور وہ آسمانی ہدایت کا طالب رہتا ہے اور اس ہدایت میں سے ایک نبی کی آمد بھی ہے۔

ایسا ہی اللہ تعالےٰ نے اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى فرما کر مسلمانوں کو ہوشیار کیا ہے کہ وہ قرآن کریم کے بعد آنے والی ہدایت کے ذریعہ رہنمائی سے اپنے آپ کو کبھی بھی لاپرواہ نہ کریں۔ ایسا ہی فرمایا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ کہ قرآن کریم بیشک مکمل ہو جائے گا۔ مگر اس کی لفظی حفاظت کے علاوہ معنوی حفاظت کی ضرورت بھی پڑے گی اور وہ معنوی حفاظت سب سے بڑھ کر نبی ہی کر سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم و حدیث نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ غرضیکہ امت مسلمہ نبی کے وجود سے ہمیشہ کے لئے خالی نہیں رہ سکتی

باقی رہا روضہ کے نامکمل رہنے کا سوال تو اس کے لئے اسی قدر کہہ دینا کافی ہے کہ جو امت یہود و نصاریٰ کے نقش قدم بر قدم مارتی ہے اور زوال کا شکار ہو جاتی ہے اور خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی اسے کالعدم کر دیتے ہیں اس کے لئے بھلا مزید تفرقہ کا سوال ہی کیا باقی رہ جاتا ہے

ندوی صاحب کی طرف سے علامہ اقبال کی یہ بات بھی پیش کی گئی ہے کہ

"بانی احمدیت کا خیال ہے کہ ختم نبوت کا تصور ان معنوں میں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی پیرو نبوت کا درجہ حاصل نہیں کر سکتا۔ خود محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو نامکمل پیش کرتا ہے"

کہنے کو تو اقبال علامہ کہلاتے ہیں مگر ان کو اتنا فہم حاصل نہیں کہ وہ حضرت اقدس علیہ السلام کی بات کو سمجھ سکیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ آنحضرت صلعم کی نبوت ناقص ہے اور میرے نبی بننے سے آپ کی نبوت کامل ہوئی ہے۔ یہ خیال ہی ناقص ہے۔ اگر آنحضرت صلعم کی نبوت کو آپ ناقص خیال فرماتے تو یہ کس طرح کہہ سکتے تھے کہ اس ناقص نبوت کی اتباع کے نتیجہ میں مجھے نبوت حاصل ہو گئی ہے۔ پس علامہ اقبال کی یہ خام خیالی ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے تو یہ فرمایا ہے کہ آنحضرت صلعم کے افاضۂ کمال کا ثبوت دینے کے لئے خدا تعالیٰ نے آپ کی ختم نبوت و مہر نبوت کے ذریعے مجھے مقام نبوت پر سرفراز کیا ہے۔ اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں دی گئی چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

"خدا نے اس زمانہ میں محسوس کیا کہ یہ ایسا فاسد زمانہ آ گیا ہے جس میں ایک عظیم الشان مصلح کی ضرورت ہے اور خدا کی مہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے اور ایک پہلو سے نبی۔ کیونکہ اللہ جلشانہٗ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے۔ اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔"

پھر اسی افاضۂ کمال کا ثبوت حدیث سے بھی پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے اور بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر ان کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ دخل نہ تھا۔"

(حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷-۹۸)

غرض حضرت اقدس ؑ کی طرف علامہ اقبال کا یہ منسوب کرنا کہ آپ آنحضرت صلعم کی نبوت کو ناقص قرار دے کر اپنی نبوت کے ذریعہ سے کامل بتاتے تھے سراسر جھوٹ اور کذب و بہتان ہے۔ حضرت اقدس نے تو اس کے برخلاف یہ فرمایا ہے کہ آنحضرت صلعم کے کمال کا افاضہ ثابت کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے آپ کو مہر دی۔ آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے۔

شتان ما بین النحل والنسر

باقی رہا یہ کہنا کہ اگر آپ کو ایسی مہر ملی تھی

تو پھر آئندہ کیوں نبی نہ آئیں گے۔ کیا اس مہر کا نتیجہ یہ ہے ایک ہی نبی ہے اور نبی کیوں پیدا نہیں ہو سکتے۔؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کی اتباع میں نبی کھڑا کر کے آپ کے افاضۂ کمال کا ثبوت پیش کر دیا ہے اور یہی ثابت کرنا مقصود تھا۔ عیسائیوں کو خدا تعالیٰ بتانا چاہتا تھا کہ آپ کی اتباع میں عیسیٰ ابن مریم کی طرح نبی آ سکتا ہے۔ اگر ایک بھی نبی آپ کی اتباع میں نہ آتا۔ تو یہ امکان ثابت نہ ہو سکتا۔ اور اس پہلو سے آپ کی برتری و افضلیت کا کوئی عملی ثبوت نہ ہوتا۔ پس مسیح کی الوہیت پر کاری ضرب لگانے کے لئے اللہ تعالےٰ نے اس امکان کا بھی ثبوت پیش کر دیا اور عملی طور پر بھی ثبوت مہیا کر دیا۔ اور اس طرح آنحضرت صلعم کی قابلیت و صلاحیت کے ثبوت کے ذریعہ سے بھی کسرِ صلیب کا کام سرانجام دے دیا۔ اگرچہ آئندہ اور نبی نہ آویں۔ مگر امکان اور عملی ثبوت تو خدا تعالیٰ نے پیش کر دیا ہے۔

پس علامہ اقبال کا یہ خیال سراسر باطل ہے اور خلاف واقعہ ہے کہ:

"بانی احمدیت کا استدلال جو قرونِ وسطےٰ کے متکلمین کے لئے زیبا ہو سکتا ہے یہ ہے کہ اگر کوئی دوسرا نبی پیدا نہ ہو سکے تو پیغمبرِ اسلام کی روحانیت نامکمل رہ جائے گی۔ وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں کہ پیغمبرِ اسلام کی روحانیت میں پیغمبر خیز قوت تھی خود اپنی نبوت کو پیش کرتا ہے لیکن آپ اس سے دریافت کریں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت ایک سے زیادہ نبی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے؟ تو اس کا جواب نفی میں ہے۔ یہ خیال اس بات کے مترادف ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں۔ میں آخری نبی ہوں" (ایضاً صفحہ ۱۸۶)

حضرت اقدسؑ نے آنحضرت صلعم کی روحانیت کو کبھی ناقص و نامکمل نہیں بتایا۔ یہ بنا، فاسد ہے جو علامہ اقبال نے خود گھڑ کر آپؑ کی طرف منسوب کی ہے۔ ورنہ ان کا کوئی ہمنوا اس کا ثبوت پیش کرے۔

آنحضرت صلعم کی روحانیت ایک سے زیادہ نبی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ آپؐ کی اتباع میں ہزاروں نبی پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس بارہ میں حضرت اقدسؑ نے کبھی نفی میں جواب نہیں دیا۔ بلکہ آپ فرماتے ہیں:-

"خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر لگ گئی ہے اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آ جائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں"
(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۱۳)

البتہ نبی کا آنا ضرورت کو چاہتا ہے۔ بلا ضرورت نبی نہیں آ سکتا۔ اور اگر آئندہ ضرورت پڑنے پر نبی آئے گا تو وہ مسیح موعود کی نبوت میں شامل ہو کر آنحضرت صلعم کی نبوت میں شامل ہوگا نہ کہ الگ مخالف نبی۔ اس میں گروہ خوارج لاہور کے اس سوال کا جواب موجود ہے کہ کیا مسیح موعود کے علاوہ بھی کوئی نبی آپ کے افاضہ سے پیدا ہو سکتا ہے۔ یا نہیں

حضرت مسیح موعودؑ آنحضرت صلعم کو ہی آخری نبی قرار دیتے ہیں نہ کہ اپنے آپ کو کیونکہ آپ اپنی نبوت کو ایک نئے پیرایہ میں آنحضرت صلعم ہی کی نبوت یقین کرتے اور بار بار اس کا اظہار فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلعم ہی کی بعثتِ ثانیہ ہوں۔ علامہ اقبال نے تعصب کی وجہ سے آپ کی طرف وہ باتیں منسوب کر کے دنیا کو مغالطہ دیا ہے جو آپ نے کبھی نہیں فرمائیں

ندوی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۵۸، ۵۹ پر براہین احمدیہ کے حوالہ سے یہ لکھا ہے کہ حضرت اقدسؑ نے آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی کے نہ آنے کے بارے میں تحریر فرمایا ہے۔ اس پر ندوی صاحب لکھتے ہیں کہ:-

"جبکہ قرآن مجید کے اصولِ حقہ کا محرف و مبدّل ہو جانا یا پھر ساتھ اس کے تمام خلقت پر تاریکی و شرک اور مخلوق پرستی کا بھی چھا جانا عند العقل محال و ممتنع ہوا تو نئی شریعت و نئے الہام کے نازل ہونے میں بھی امتناع عقلی لازم آیا کیونکہ جو امر مستلزم محال ہو وہ بھی محال ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم حقیقت میں خاتم رسل ہیں" (ایضاً صفحہ ۵۹)

مگر ندوی صاحب نے اس موقع پر بھی حقیقت کو چھپانے کی کوشش فرمائی ہے کیونکہ حضرت اقدسؑ کا منشاء صرف یہ ہے کہ کسی نئی شریعت کی ضرورت باقی نہیں اس لئے آنحضرت صلعم آخری مستقل شارع نبی ہیں۔ آپؐ کے بعد نہ کوئی نیا شارع و مستقل نبی آ سکتا ہے نہ پرانا۔ آپؑ نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ آنحضرت صلعم کے بعد مطلق الہام بھی نہیں آ سکتا۔ الہام کی عدم ضرورت کو تو آپ نے رد فرما کر برہمو سماج کی تردید کی ہے۔ ملاحظہ ہو براہین احمدیہ

چنانچہ اس کے ثبوت میں حضرت اقدس نے براہین احمدیہ ہی میں اپنے بہت سے الہامات پیش کئے ہیں جن کا اعتراف ندوی صاحب کو بھی ہے وہ لکھتے ہیں کہ:-

"پڑھنے والے کو اس کتاب میں اس کثرت سے الہامات اور خوارق کشف مکالمات خداوندی پیشگوئیاں اور طویل وعریض دعوے ملتے ہیں"
(قادیانیت صفحہ ۵۳)

یاد رہے کہ نبی کیلئے ضروری نہیں کہ وہ شریعت لائے یا کسی خاص پہلو کی اصلاح کرے کہ ان ضرورتوں کے ختم ہو جانے کی وجہ سے نبی کا آنا بند ہو جائے۔ بلکہ تکمیل شریعت اور بعض خاص قسم کی ضرورتوں کے ختم ہو جانے کے بعد بھی ایسی دیگر ضرورتیں پیدا ہو سکتی ہیں جن کی وجہ سے نبی کے لئے امکان ہو۔ مثلاً شریعت کی معنوی حفاظت کے لئے نبی کی ضرورت ہو سکتی ہے جیسا کہ موسیٰ کے بعد تورات کی حفاظت کے لئے نبی آتے رہے۔ ایسا ہی کوئی قوم شریعت رکھتے ہوئے گر جائے اور خود اٹھنے کے قابل نہ رہے تو بھی نبی کی بعثت ہو جاتی ہے۔ قومی ترقی کیلئے حاضر الوقت نمونہ کی ضرورت بھی نبی کا امکان پیدا کر دیتی ہے۔ ایسا ہی ایمان و یقین پیدا کرنے کے لئے بھی نبی کی ضرورت پڑتی ہے اختلافات کے ازالہ اور انتشار کو دور کر کے اتحاد بھی نبی آ کر پیدا کر سکتا ہے تکمیلِ اشاعتِ دین کا کام اس کے علاوہ ہے غرضیکہ یہ ضرورتیں زوالِ اسلام کے وقت پیش آ سکتی ہیں۔ اسلام کے متعلق خطرناک فتن کی خبر دی گئی ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ صحیح علم مفقود ہو جائے گا اور قرآن کریم کی اصل تعلیم لوگوں کے دلوں سے مٹ جائے گی۔ ایمان اٹھ جائے گا اور دہریت زوروں پر ہوگی۔ لوگوں کی عملی حالت بھی بدتر ہوگی اور وہ اپنی بداعمالیوں میں مثیل یہود بن جائیں گے بہت سا اختلاف رونما ہوگا۔ بہت سے فرقے ہو جائیں گے علماء کی حالت بدتر ہوگی۔ وہ بدترین مخلوق ہوں گے۔ اسلام غریب رہ جائے گا حقیقت مٹ جائے گی۔ صرف رسم و رواج باقی رہ جائیں گے۔ عیسائی مذہب کا غلبہ ہوگا غرضیکہ وہ زمانہ اندرونی و بیرونی طور پر ایک خطرناک مصیبت کا زمانہ ہوگا۔ وہ فیج اعوج اور زوالِ اسلام کا زمانہ ہوگا (ملاحظہ ہو کتب احادیث ابواب الفتن) اس زمانہ میں امتِ مسلمہ اور اسلام پر یہ زوال آ چکا ہے جس کا اعتراف سب کو ہے۔ اندریں حالات کسی نبی اللہ کا ظہور بھی لازمی و لابدی امر ہے سو اس کے مطابق خدا تعالےٰ نے اپنا نبی کھڑا کر کے اس ضرورت کے پورا کرنے کا سامان پیدا کر دیا ہے۔ سو وہ یقیناً اس مقصد میں کامیاب ہوگا اس کے سوا کسی سابق نبی کی انتظار بیکار ہے۔ مولانا ندوی صاحب یہیں تو کہتے ہیں کہ کسی نبی کی انتظار خود اعتمادی اور اسلام پر یقین کے خلاف اور آگے بڑھنے کی بجائے قدم پیچھے کی طرف ڈالنا ہے مگر وہ خود ایک پرانے اور سابق اسرائیلی نبی کو لانے کے لئے پیچھے کی طرف دوڑتے ہیں اور یوں وہ ثابت کر دیتے ہیں کہ نہ ان کو خود اپنے اوپر اعتماد ہے اور نہ اسلام پر یقین ہے اگر ان کو اس پر یقین حاصل ہوتا تو وہ اسے چھوڑ کر ایک سابق نبی کو لانے کے لئے پیچھے کی طرف نہ دوڑتے بلکہ قدم کو آگے بڑھاتے۔

اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ان لوگوں کی رہنمائی فرمائے۔ آمین۔

بقایا دار احباب اور جماعتوں کی فوری توجہ کیلئے

وقفِ جدید کے موجودہ مالی سال کے ۹ ماہ ختم ہو چکے ہیں۔ جملہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کو توماہی بجٹ وصولی اور بقایا کی پوزیشن سے دفتر ہذا کی طرف سے اطلاع بھجوائی جا رہی ہے۔ وصولی اور بقایا کی پوزیشن کا جائزہ لینے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی متعدد جماعتیں ایسی ہیں جن کے ذمہ موجودہ نو ماہ کے علاوہ سابقہ بقایا بھی کافی ہے عہدیداران مال اور ایسے بقایا دار احباب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اپنے ذمہ بقایا جات کا جائزہ جلد لیں۔ اور اس بات کا تہیہ کر لیں کہ وہ نہ صرف موجودہ مالی سال کا چندہ باقاعدگی سے ادا کریں گے بلکہ گزشتہ بقایا کی طرف بھی عملی قدم اٹھا کر ذمہ داری کا ثبوت دیں گے تاکہ ان کا حساب صاف ہو سکے۔

عہدیدارانِ مال کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں کے بقایا دار دوستوں کو ان کے ذمہ بقایا کی وصولی کے لئے خاص کوشش اور جدوجہد کریں۔ تاکہ موجودہ مالی سال کے آخر تک تمام جماعتوں کے سو فیصدی چندہ کی وصولی ہو سکے

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام دوستوں اور جملہ عہدیداروں کو اپنی ذمہ داری کو صحیح طور پر سمجھنے کی توفیق بخشے اور سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو پاک کرتی ہے

کفّارہ کی حقیقت

پادری عبدالحق صاحب کی قلابازیاں

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز لکھنؤ کے سہ ماہی مجلّہ ھُما کی جولائی ۔ ستمبر ۱۹۶۹ء اشاعت میں پادری عبدالحق کا مضمون " اجوبہ مُسکتہ " برائے ایرادات قادیانیہ بر کفارہ مسیحیہ نظر سے گزرا۔ پادری صاحب نے اس مضمون میں جماعت احمدیہ کے مایۂ ناز سپوت اور میدانِ مناظرہ کے ناقابلِ شکست شہسوار جناب ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم مرحوم کی تصنیف " مکمل تبلیغی پاکٹ بک " میں بیان شدہ مضمون کفارہ کا تعاقب کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اپنے اس مضمون کو " اجوبہ مسکتہ " کا نام دے کر یہ دعوٰے کیا ہے کہ اس کے ذریعہ احمدیوں کو چون وچرا کی گنجائش نہ رہ جائے گی گویا کہ یہ ایک لاجواب مضمون ہے۔

اپنے اس مضمون میں پادری صاحب نے محترم ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم مرحوم کے بارے میں نہایت گندہ ذہنی اور نازیبا الفاظ کا استعمال کیا ہے۔ حالانکہ پادری صاحب پوری طرح واقف ہیں کہ محترم ملک صاحب وفات پا چکے ہیں۔ اس صورت میں ایک وفات یافتہ بزرگ کے بارے میں " قادیانی ذہنیت "۔ " افترا پردازی "۔ " سیاہ باطنی " " کج فہمی "۔ " عقلی بگاڑ " " قادیانی چالبازی " " گندی کھوپڑی " وغیرہ تکلیف دہ الفاظ استعمال کرنا پادری صاحب کے اخلاقی دیوالیہ پن کی بدترین مثال ہے

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پادری صاحب نے اس سلسلہ میں انجیلی نمونہ کی پوری طرح تقلید فرمائی ہے۔ جیسا کہ مسیح نے اپنے مخالف فقیہیوں اور فریسیوں کو سانپ۔ سانپ کے بچے وغیرہ الفاظ سے پکارا (متی باب ۲۳ آیت ۳۳) غیر اسرائیلیوں کو کتے کے لقب سے نوازا نیز اپنے شاگرد پطرس کو شیطان کا مقام عطا فرمایا تھا (مرقس ۸ : ۳۳) اب یسوع کے یہ شاگرد پادری عبدالحق صاحب بھی اسی مسلک کو اختیار نہ کرتے تو تعجب کی بات ہوتی

پادری صاحب نے اپنے مضمون کے ہر فقرہ میں لفظ قادیانی ذہنیت دل کھول کر استعمال کیا ہے۔ اس کے جواب میں پادری صاحب کے متعلق ہم بھی نوجوانی ذہنیت۔ بوڑھے پادری کی فرسودہ ذہنیت وغیرہ الفاظ استعمال کر سکتے تھے لیکن ہمارے پیشوا کی تعلیم ہمیں اس کی اجازت نہیں دیتی۔ ہمیں یہی حکم دیا گیا ہے کہ ؎

گالیاں سن کے دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

نیز آپ نے اس قسم کے نازیبا الفاظ کے جواب میں اپنا طریقہ یہی بیان فرمایا تھا کہ ؎

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

پادری صاحب نے اپنے مضمون میں کفارہ کی بنیاد پر پاکٹ بک کے ناقابلِ تردید اعتراضات کا جواب دینے کی ناکام کوشش کی ہے۔ سارا مضمون پڑھنے کے بعد ہر کوئی اندازہ لگا سکتا ہے کہ اس مضمون کا عنوان " اجوبہ مسکتہ " ہی مضحکہ خیز ہے۔ کیونکہ پادری صاحب نے اس مضمون میں اپنی پرانی اور بوسیدہ عادت کے مطابق الفاظ کی قلابازیاں لگانے اور اپنی علمیت کا ڈھونگ رچانے کی کوشش کی ہے اور جگہ جگہ اپنے غرور و تکبر کے علاوہ ایک قسم کی غراہٹ کا اظہار کیا ہے۔

نیز اس مضمون میں تضاد بیانی اور اجتماعِ نقیضین کی بکثرت مثالیں موجود ہیں۔ پادری صاحب کے اس مضمون کا مکمل طور پر تجزیہ یا تفصیلی جائزہ اس وقت مقصود نہیں۔ تاہم پادری صاحب کے اس اجوبہ مسکتہ کی حقیقت بتانے کے لئے نمونہ کے طور پر مذکورہ مضمون میں درج شدہ پہلا جواب اور اس کا جواب الجواب قارئین کی خدمت میں پیش ہے تاکہ پادری صاحب کے اس دعوٰے کا پول کھل جائے کہ ان کا جواب مسکت اور لاجواب ہے

محترم خادم صاحب مرحوم و مغفور نے اپنی پاکٹ بک میں عقیدۂ کفارہ کا بطلان ثابت کرتے ہوئے پہلا اعتراض یہ کیا تھا کہ :-

" آدم سے زیادہ گنہگار حوّا تھی۔ اس لئے جو صرف عورت سے پیدا ہُوا وہ زیادہ گنہگار ہُوا۔ تو قربان کیسے ہُوا۔ قربان تو معصوم ہوسکتا ہے۔ (دیکھو تورات کہ سانپ نے بہکا کر حوا کو دانہ کھلایا پھر حوّا نے آدم کو بہکایا۔ پیدائش ۳ : ۲) "

اس اعتراض کا پادری صاحب یوں جواب دیتے ہیں :-

" مسیحی عقیدہ کے رُو سے آدم کے گناہ کی وجہ سے اس کی نسل کے کُل افراد گنہگار نہیں ٹھیرتے " جو گناہ کرتی ہے وہی مرے گی۔ بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ نہ باپ بیٹے کے گناہ کا "

(حزقی ایل ۱۸ : ۲۰)

" پس ہم میں سے ہر ایک خدا کو اپنا حساب دیگا " (رومیوں ۱۴ : ۱۲)

" وہ ہر ایک کو اس کے کاموں کا بدلہ دے گا (۲ : ۶)

" کیونکہ خدا کے ہاں کسی کی طرفداری نہیں " (۲ : ۱۱)

" کیونکہ ہر شخص اپنا بوجھ اٹھائے گا " (گلیتون ۶ : ۵)

پادری صاحب کا یہاں تک جواب صاف اور واضح ہے اور بائبل کے مذکورہ حوالوں سے ہی بادی النظر میں کفارہ کا بطلان ثابت ہوتا ہے۔ یعنی جو نفس گناہ کرتا ہے اس کو اس گناہ کی پاداش میں سزا بھگتنی پڑتی ہے اس طرح کفارہ کا یہ نظریہ کہ حضرت آدم کے مزعومہ گناہ کے نتیجہ میں تمام نسلِ انسانی گنہگار بن جاتی ہے صریح طور پر باطل ٹھہرتا ہے۔

بائیبل کے ان صاف اور واضح حوالوں کے نوٹ کرنے کے بعد پادری صاحب یوں قلابازی کھاتے ہیں کہ :-

" مسیحی عقیدہ عقل و فطرت کے مطابق یہ ہے کہ موجودہ انسانیت طبعی مخلوق ہے۔ یعنی آباد اجداد کے وسیلہ سے مخلوق ہوئے ہیں۔ اس لئے اس کا رنگ۔ شکل۔ قدوقامت قوت و ضعف۔ اندازہ عمر اور طبعی عادات وغیرہ سب موروثی ہوتی ہیں۔ لیکن بنی نوع انسان کا پہلا اور آغاز نوع کا جوڑا الٰہی مخلوق یعنی بلاواسطہ مخلوق تھی۔ وہ بے لوث اور پاک طبیعت پر مخلوق ہوئے۔ یعنی ان میں طبعی بگاڑ نہ تھا اور وہ طبعی طور پر گناہ کی طرف مائل نہ تھے۔ لیکن وہ غلطی سے ابلیس کے بہکاوے میں آکر خدا تعالیٰ کی نافرمانی کے مرتکب ہوئے تو اس گناہ کی سزا کا تو وہی مستوجب تھے لیکن اس گناہ کا نتیجہ جو طبعی بگاڑ واقع ہُوا اس سے وہ ساری نوع متاثر ہوئی۔۔۔۔۔ یسوع مسیح اپنی پیدائش میں مثیلِ آدم ہے۔ یعنی اس کی پیدائش الٰہی مخلوق کے طور پر ہوئی نہ کہ طبعی مخلوق کے طور پر۔ اور الٰہی مخلوق کے لئے طبعی بگاڑ کے پیدائشی اور موروثی تاثر کا امکان ہی نہیں "

پادری صاحب کے جواب کا یہ دوسرا حصّہ نہ صرف اپنے پہلے حصّہ کی ضد ہے بلکہ بائیبل کے مذکورہ حوالوں کے بھی مغائر معلوم ہوتا ہے

پادری صاحب اپنے اس جواب میں یہ بتانے کی کوشش کرتے ہیں کہ حضرت آدم اور حضرت یسوع مسیح الٰہی مخلوق یعنی بلا واسطہ مخلوق تھے اس لئے وہ بے لوث اور پاک طبیعت پر مخلوق ہوئے۔ لیکن دیگر انسانوں کی تخلیق طبعی ہے اور آباؤ اجداد کے وسیلہ سے تخلیق ہوئے ہیں اس لئے حضرت آدم جو خود الٰہی مخلوق تھے کہ گناہ کے نتیجہ میں تمام مخلوق موروثی گناہ کی مرتکب ہوگئی !!

یہ اُلٹی منطق صرف عیسائیوں کو ہی زیبا ہے۔ یا الٹی کھوپڑی میں ہی یہ منطق آسکتی ہے اگر حضرت آدم الٰہی مخلوق تھے یعنی ان کی پیدائش بلاواسطہ تھی اور طبعی طور پر گناہ کی طرف مائل نہ ہوئے تھے تو ابلیس کے بہکاوے میں آکر خدا کے نافرمان کس طرح ہو سکتے ہیں! کیا یہی الٰہی اور بلاواسطہ تخلیق کی خوبی ہے کہ ابلیس کے بہکاوے میں فوری طور پر پھسل جاتے ہیں! حالانکہ بلاواسطہ اور الٰہی تخلیق ہونے کے ناطے حضرت آدم کو موروثی اور طبعی طور پر ان تمام اوصاف کا مورد بننا چاہیئے تھا جو خاصۂ الٰہی ہوں۔ یہ کیا بات ہوئی کہ فوری طور پر ابلیس کے چنگل میں پھنس گئے

پادری صاحب نے اپنے اس جواب میں یسوع مسیح کو بھی بلاواسطہ اور الٰہی تخلیق گردانتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ اس طرح یسوع مسیح دیگر انسانوں کی طرح موروثی و طبعی گناہ کے مرتکب نہیں ہوسکتے حالانکہ یسوع مسیح کی پیدائش بلاواسطہ نہیں ہوئی تھی بلکہ ساری دنیا جانتی ہے کہ وہ اپنی ماں حضرت مریم کے وسیلہ اور توسط سے اس عالم وجود میں آئے تھے۔

محترم ملک خادم صاحب نے کفارہ کا بطلان ثابت کرتے ہوئے یہی بتایا تھا کہ اگر آدم کی نسل ہونا گنہگاری کو مستلزم ہے تو حوّا کی نسل ہونا گنہگاری بدرجہ اولیٰ مستلزم ہے۔ اس لئے کہ گناہ میں پہل حوّا نے کی تھی آدم نے نہیں۔ جیسا کہ بائیبل میں مذکور ہے :-

" آدم نے کہا کہ اس عورت نے جسے تونے میری ساتھی کیا مجھے اس درخت سے دیا اور میں نے کھایا۔ تب خداوند نے عورت سے کہا کہ

تونے یہ کیا کیا؟ عورت بولی کہ سانپ نے مجھے بہکایا تو میں نے کھایا (پیدائش ۱۲ : ۳) آدم نے فریب نہیں کھایا بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی (تمطاؤس ۱۴ : ۲)

اب سوال یہ ہے کہ اگر آدم کے زنا مرنہ گناہ کے نتیجہ میں تمام نسل آدم گنہگار ٹھہر جاتی تو پھر صرف عورت سے پیدا ہونے والے کو مذکورہ حوالوں کی روشنی میں بے گناہ کیسے کہا جا سکتا ہے؟

جب پادری صاحب مانتے ہیں کہ حوا بھی گنہگار ہے اور آدم بھی گنہگار ہے۔ تو پھر یہ فرق کیوں کہ آدم زاد تو گنہگار ٹھہرے اور حوا کا فرزند بے گناہ قرار پائے۔

نیز یسوع نے انجیل میں متعدد جگہ اپنے آپ کو ابن آدم کہا ہے اگر آدم کے مزعومہ گناہ کے باعث ان کے تمام فرزندوں کی روحیں گنہگار قرار پائی جا سکتی ہیں تو ابن آدم کس طرح اس موروثی و طبعی گناہ سے پاک ہو سکتے ہیں!!

بہرحال پادری صاحب کے اس جواب پر جوں جوں غور کرتے ہیں تو پادری صاحب کی بے بسی اور الجھنوں پر بے حد رحم آتا ہے

پادری صاحب کے اجوبہ مسکتہ کا حرف یہ ایک نمونہ ہے۔ پادری صاحب نے اپنا سارا زور کفارہ کو صحیح اور برحق ثابت کرنے پر صرف کیا ہے۔ اس کے لئے انہیں الفاظ اور فقرات کی قلابازیوں اور الٹی منطقوں کا سہارا لینا پڑا ہے

میں اس مضمون کے ذریعہ عام فہم انداز میں جس میں کسی قسم کی منطق بازی یا کشمکش کا دخل نہیں کفارہ کی حقیقت بائیبل ہی کی روشنی میں بیان کرنے کی کوشش کروں گا

عیسائیوں کی طرف سے پیش کردہ کفارہ — ذریعہ نجات کی تعریف یہ ہے کہ حضرت آدم سے ایک گناہ سرزد ہو جانے کے نتیجہ میں ہر انسان وراثتہً گنہگار پیدا ہوتا ہے۔ گناہ ایک لعنت ہے۔ سب انسان اپنے گناہوں کے باعث لعنتی بن گئے۔ خدا کی صفت عدل کا تقاضا ہے کہ وہ ہر گنہگار کو سزا دے اور اسے لعنت کا مستوجب ٹھہرائے۔ مگر اس کی صفت رحم کا تقاضا ہے کہ انسانوں کو سزا نہ دی جائے اور انہیں لعنتی ہونے سے بچایا جائے۔ ان متضاد تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنے بیگناہ اکلوتے بیٹے یسوع مسیح کو دنیا میں بھیجا۔ اس نے انسانوں کے گناہوں کی سزا یعنی لعنت کو اپنے سر پر اٹھا لیا اور گنہگاروں کی جگہ خود لعنتی بن گئے۔ اب جو کوئی اس لعنتی موت پر ایمان لاتا ہے وہی نجات کا مستحق ہوگا۔ اس پر ایمان نہ لانے والے کو اس ابدی نجات سے واسطہ نہیں۔ یہ ہے وہ تصور نجات جو کفارہ کی صورت میں عیسائیوں کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے۔

کفارہ کی صورت میں یہ ذریعہ نجات انجیل میں کہیں بھی حضرت یسوع کی زبانی بیان کیا ہوا نظر نہیں آتا۔ بلکہ اس مسئلہ پر جتنے حوالہ جات ہمیں انجیل میں نظر آتے ہیں وہ سب کے سب پولوس رسول کے بیان کردہ ہیں حالانکہ پولوس نے انجیل میں بہت ساری ایسی باتیں شامل کر دی تھیں جنہیں حضرت مسیح کے مشن کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس حقیقت کا اعتراف اب عیسائی مصنفین اور مفکرین بھی کر رہے ہیں۔ چنانچہ ایک مشہور عیسائی مفکر ہربرٹ ملر اپنی کتاب The Uses of the Past میں لکھتے ہیں:

"پولوس نے اولین کام یہ کیا کہ مسیح کے حقیقی تاریخی وجود کو اپنے خیالات کی بھینٹ چڑھا دیا ..... پولوس نے بڑے خلوص کے ساتھ اس انجیل کی منادی کی جس کی تعلیم مسیح نے اپنی اناجیل میں قطعاً نہیں دی"
(ص ۱۵۴)

اس حوالہ سے پولوس رسول کی شخصیت اور ان کی طرف سے پیش کردہ روایات کی حقیقت پر روشنی پڑتی ہے۔

اس جگہ یہ بات بھی واضح کرنا ضروری ہے کہ حضرت مسیح کے حواری پطرس (St. Peter) پولوس کے خطوں (حوالوں) کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے۔ پطرس وہ شخص تھا جس کو حضرت مسیح نے اپنے بعد بھیڑوں کا گلہ بان مقرر کیا تھا۔ (یوحنا ۲۱ : ۷)

پطرس نے پولوس کے خطوں کے متعلق یوں فرمایا کہ

"چنانچہ ہمارے پیارے بھائی پولوس نے بھی اس حکمت کے موافق جو اسے عنایت ہوئی تمہیں یہی لکھا ہے اور اپنے سارے خطوں میں ان باتوں کا ذکر کیا ہے جن میں بعض باتیں ایسی ہیں جن کا سمجھنا مشکل ہے اور جاہل اور بے قیام لوگ ان کے معنوں کو بھی اور صحیفوں کی طرح کھینچ تان کر اپنے لئے ہلاکت پیدا کرتے ہیں (۲ پطرس ب ۳ : ۱۶-۱۸)

مذکورہ بالا حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ پولوس کے خطوں کے متعلق پطرس جو حضرت مسیح کے اول الحوارئین میں سے تھا کی یہ رائے ہے کہ جاہل اور بے قیام اور بے دین لوگوں کے واسطے ان میں ہلاکت اور گمراہی کی ایسی تعلیم ہے جو مسیح کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کی طرف سے جو کفارہ کا مسئلہ پیش کیا جاتا ہے جسے وہ اپنے لئے راہ نجات سمجھ بیٹھے ہیں یہ پولوس ہی کی اختراعی باتوں میں سے ہے لہٰذا اس کا تعلق حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیم اور آپ کے مشن کے ساتھ قطعاً نہیں ہے

پولوس رسول کے اس اختراع کی بنیاد پر یہ حضرت یسوع مسیح سارے گناہوں کو اپنے سر لے کر لعنتی بنے تھے اور تین دن ہاویہ میں رہے (نعوذ باللہ) حالانکہ خدا کے ایک مامور اور برگزیدہ نبی کو لعنتی قرار دے کر اپنی نجات کا گمان کرنا عیسائیوں کا بہت بڑا ظلم ہے۔ اور یہ خیال ہی سراسر باطل اور لغو ہے۔ چنانچہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:—

"واضح ہو کہ عیسائیوں کا یہ اصول کہ خدا نے دنیا سے پیار کر کے دنیا کو نجات دینے کے لئے یہ انتظام کیا کہ نافرمانوں اور کافروں اور بدکاروں کا گناہ اپنے پیارے بیٹے یسوع پر ڈال دیا اور دنیا کو گناہ سے چھڑانے کے لئے اس کو لعنتی بنایا اور لعنت کی لکڑی سے لٹکایا۔ یہ اصول ہر ایک پہلو سے فاسد اور قابل شرم ہے..... اس اصول کو قائم کر کے عیسائیوں نے یسوع مسیح کی وہ بے ادبی کی ہے جو دنیا کی کسی قوم نے اپنے رسول یا نبی کی نہیں کی ہوگی کیونکہ یسوع کا لعنتی ہو جانا، گو وہ تین دن کے لئے سہی عیسائیوں کے عقیدہ میں داخل ہے۔ اور اگر یسوع کو لعنتی نہ بنایا جائے تو مسیحی عقیدہ کے رو سے کفارہ اور قربانی وغیرہ سب باطل ہو جاتے ہیں گویا اس تمام عقیدہ کا شہتیر لعنت ہی ہے (..... عیسائیوں نے یہ بڑی غلطی کی ہے کہ یسوع کی نسبت لعنت کا اطلاق جائز رکھا گو وہ تین دن تک ہی ہو یا اس سے بھی کم کیونکہ لعنت ایک ایسا مفہوم ہے جو شخص ملعون کے دل سے تعلق رکھتا ہے۔ اور کسی شخص کو اسی وقت لعنتی کہا جاتا ہے جب کہ اس کا دل خدا سے بالکل برگشتہ اور اس کا دشمن ہو جائے۔ اسی لئے لعین شیطان کا نام ہے"
(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب)

اب سوال یہ ہے کہ حضرت مسیح نے صلیب کی سزا قبول کرتے ہوئے اور اپنے آپ کو ملعون قرار بنا کر کس کے گناہ اٹھائے تھے۔ اور کس کی نجات ہوئی تھی۔ واقعی یہ قابل غور مسئلہ ہے۔ کیونکہ اسی گناہ کے اٹھائے جانے پر ہی عیسائیت کا دارومدار ہے

انجیل کا مطالعہ ہمیں اس بات کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ نجات کے لئے بدیوں سے بچنے کی ضرورت ہے۔ ایمان۔ اعمال صالحہ اور سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے فضل کی ضرورت ہے اس کے علاوہ ساری انجیل میں کہیں بھی کفارہ کو ذریعہ نجات نہیں بتایا گیا ہے

حضرت مسیح نے حصول نجات کیلئے ایمان کی ضرورت پر زور دیا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں جو ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اسی کی ہے" (یوحنا ۶ : ۴۷)

اسی طرح نجات کے حصول کیلئے اعمال صالحہ کی ضرورت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:—

"اے میرے بھائیو! اگر کوئی کہے کہ میں ایماندار ہوں اور عمل نہ کرتا ہو تو کیا فائدہ؟ کیا ایسا ایمان اسے نجات دے سکتا ہے؟
(یعقوب ۱۴ : ۲)

"اے بھائیو ہم تم سے درخواست کرتے ہیں کہ بے قاعدہ چلنے والوں کو سمجھاؤ۔ کم ہمتوں کو دلاسا دلاؤ کمزوروں کو سنبھالو۔ سب کے ساتھ تحمل سے پیش آؤ۔ خبردار کوئی کسی بدی کے عوض بدی نہ کرے بلکہ ہر وقت نیکی کے درپے رہو۔ بلاناغہ دعا مانگو۔ ہر ایک بات میں شکر گزاری کرو۔ (تھسلنیکیوں ۱۸-۱۵ : ۵)

علاوہ ازیں کئی اور حوالوں سے صاف ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت مسیح اور آپ کے حواری ایمان کے بعد اعمال صالحہ کو نجات ابدی کا ذریعہ مانتے تھے۔ حضرت مسیح نے جہاں ایمان۔ اعمال صالحہ اور بدیوں سے اجتناب کو حصول نجات کا ذریعہ بتایا وہاں نجات کے لئے خدا تعالیٰ کے فضل کی ضرورت بیان فرمائی۔ چنانچہ آپ کے حواریوں نے جب دریافت کیا کہ

"کون نجات پا سکتا ہے؟"

تو یسوع نے کہا "یہ آدمیوں سے تو نہیں ہو سکتا لیکن خدا سے سب کچھ ہو سکتا ہے" (متی ۲۴ : ۹)

اسی طرح فرمایا:—

"وہ (خدا) موسیٰ سے کہتا ہے کہ جس پر رحم کرنا منظور ہے اس پر رحم کروں گا..." (رومیوں ۱۸-۱۴ : ۹)

غرض حضرت مسیح نجات کو خدا کے فضل پر موقوف قرار دیتے رہے اور ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ پر زور دیا۔ لہٰذا پولوس کے ذریعہ تعمیر شدہ نجات کی عمارت ریت پر قائم ہے

میں نے اس مضمون میں مختلف جہات سے کفارہ کا بطلان ثابت کرنے کی بجائے حضرت مسیح کے اقوال سے ہی ذریعہ نجات پر روشنی ڈالی ہے

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے!!

"وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ"

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

تاریخ عالم ایک عجیب و غریب، حیرت انگیز اور ناقابل یقین سانحے کو جنم دے کر ساری دنیا کے مبصرین، بالخصوص عالم اسلام سے ہمدردی رکھنے والے مبصرین کو ورطۂ حیرت میں ڈال کر سناٹا طاری کر گئی۔ مئی ۱۹۶۷ء کے آخر میں جب بعض عرب ممالک نے یکے بعد دیگرے اسرائیل کی بظاہر حقیر سی مملکت کے خلاف بلند بانگ دعوے کئے تو دنیا کا شاید ہی کوئی ذی عقل انسان ان نتائج کو باور کرنے کو تیار ہو گا جو ابتداء جون کے تین چار ہی روز میں رونما ہوئے

آج جب ہم تاریخ کی اس مختصر ترین جنگ کے نتائج و عواقب پر غور کرتے ہیں تو ناطقہ سر بگریباں ہو کر رہ جاتا ہے اور اس دردناک کیفیت کو بیان کرنے کے لئے باوجود تلاش کے الفاظ نہیں ملتے۔ اور جب ہم درد و غم میں ڈوب کر سوچتے ہیں تو ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ ایک ڈراؤنا سا خواب دیکھا تھا جو اپنے پیچھے بے حد المناک تعبیر چھوڑ گیا۔ ایک طلسماتی سا ڈرامہ تھا جو نہر سویز کے ماحول میں بہتر گھنٹوں کی ناقابلِ ذکر سی مدت میں کھیلا گیا۔ اور ان یہود نے جن کے متعلق ہمارا ایمان ہے کہ مغضوب علیہم ہیں منعم علیہ گروہ کو آناً فاناً یوں دبوچا کہ ہم بے اختیار کہہ اٹھے کہ ؎

حوصلے اللہ اکبر! اسارسں وُدرّاج کے
نوچ ڈالے پر سر شاہیں کے زریں تاج کے

اس مضمون کا عنوان ملاحظہ فرمایئے!

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

یہ کوئی ضرب المثل نہیں۔ یہ کوئی عام عربی عبارت نہیں بلکہ یہ قرآن پاک کی ایک آیہ مبارکہ کا ٹکڑا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے منہ سے نکلے ہوئے مقدس الفاظ ہیں۔ یہ اس قادر مطلق ہستی کا اٹل وعدہ ہے جو مومنوں کو یہ کہہ کر یقین دلاتا ہے کہ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ۔ ظالم ہے وہ شخص بے خبر ہے وہ مسلمان جو اللہ تعالیٰ کے اس وعدے پر ایمان نہیں لاتا۔

اللہ تعالیٰ اس آیہ کریمہ میں مومنین کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ تمہیں ہی علوّیت بخشی جائے گی، تمہیں ہی سربلندی عطا کی جائے گی، اور فتح و ظفر کا سہرا تمہارے ہی سروں کے لئے مخصوص کر دیا جائے گا۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ تم مومن بن جاؤ۔ اس کا مفہوم ہم سلبی الفاظ میں یوں بھی بیان کر سکتے ہیں کہ اگر تم حقیقی مومن نہ ہوتے ہوئے کسی میدان کارزار میں کود جاؤ گے تو سخت ہزیمت اٹھاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ کے اس عظیم الشان وعدہ کے پورا ہونے کا ایک ایمان افروز نظارہ تو وہ تھا جب اسلام کے صدر اول میں اسی سرزمین عرب کے اندر انہی یہود کے آباؤ اجداد نے دوسرے کفار سے ساز باز کر کے مسلمانوں کا عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ وہ مسلمان جو حقیقی مومن تھے اور اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ کی شرط کو من کل الوجوہ پورا کرتے تھے۔ بپھرے ہوئے شیروں کی مانند بغیر کسی ظاہری ساز و سامان کے قوت ایمانی کے بل پر اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرتے ہوئے عرصۂ پیکار میں اترے اور یہود و کفار کے ٹڈی دل لشکروں کو شکستوں پر شکستیں دیتے ہوئے براعظم ایشیا و یورپ کے بے شمار علاقوں پر چھا گئے۔ یہ تو تھا اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے پورا ہونے کا ایجابی نظارہ!

اور اس وعدے کے پورا ہونے کا دوسرا پہلو یعنی سلبی نظارہ ہم نے جون ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیلی جنگ میں دیکھا کہ مٹھی بھر یہود نے اپنے سے بیسیوں گنے عالم عرب کا غرور و پندار بہتر ۷۲ گھنٹوں کے اندر اندر خاک میں ملا کر رکھ دیا۔ اور یہ حادثۂ فاجعہ اپنے پیچھے عبرت و ہزیمت کی ان گنت داستانیں چھوڑ گیا۔

بہرحال اللہ تعالیٰ کا وعدہ دونوں ہی صورتوں میں اپنی پوری شان کے ساتھ پورا ہوا۔ مگر اس میں کسے کلام ہے کہ موخر الذکر صورت نے عالم اسلام کا سر شرم سے جھکا دیا اور متحدہ عرب جمہوریہ کے صدر ناصر کے بلند بانگ دعوے پانی کے بلبلوں کی طرح پیوند خاک ہو گئے۔ اور اگر ہم یہ کہیں تو بجا ہو گا کہ عالم اسلام کی ناک کٹ کر رہ گئی ہے اور تابناک تاریخ اسلام کی ساری شاندار روایات نہر سویز کے المیے پر ماتم کناں ہیں۔

آج جب کہ سارا عالم عرب درد و الم میں ڈوبا اپنے خون رستے ہوئے زخموں کو سہلا رہا ہے ہم بخدا نہیں چاہتے کہ اس کے زخموں پر نمک پاشی ہو۔ اور اگر اس عبرتناک شکست کے اسباب و علل سے بحث کی جائے تو لازماً ایسے تمام پہلو سامنے لانے پڑیں گے جن کا ذکر مصلحتاً جائز نہیں ہے۔ لیکن ایک سوال جو آج ساری دنیا کے مبصرین کے لبوں پر تڑپ رہا ہے اس کا جواب آخر کون دے گا؟ اور وہ سوال یہ ہے کہ کیا عرب ممالک عددی اور مالی اعتبار سے اس پوزیشن میں نہ تھے کہ وہ اسرائیل کا مقابلہ کر سکتے؟ جہاں تک عددی حیثیت کا تعلق ہے ساری دنیا جانتی ہے کہ عرب اپنی تعداد کے لحاظ سے اسرائیل سے بیسیوں گنے زیادہ ہیں۔ اور جہاں تک مالی حیثیت کا سوال ہے اس کے متعلق بھی دنیا جانتی ہے کہ عالم عرب تیل کی قدرتی پیداوار سے مالامال ہے۔ اگر وہ شنگ و رباب کے شغل میں منہمک نہ ہو جاتا، اگر وہ عیش و عشرت کے تباہ کن سیلاب میں بہہ نہ جاتا اور اگر مغربیت زدگی کے مہلک مرض کا شکار نہ ہو جاتا تو آج عالم اسلام کو اعداء و اغیار کے طعن و تشنیع کا ہدف نہ بننا پڑتا۔ بصد افسوس کہ ایک طرف تو عالم عرب کے اکثر حصہ نے اسلامی روایات و احکام کو ترک کر کے مغربی تمدن کو اپنا لیا اور دوسری طرف موجودہ دور کے اہم تقاضوں کو نظر انداز کر کے اپنی ساری مادی طاقت کو لہو و لعب میں لگا دیا اور حربی میدان میں ایسی عبرتناک شکست کھائی جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں ناپید ہے۔ اور وہ قوم جس کے اسلاف تاریخ ساز تھے خود اپنی مجرمانہ غفلت کے باعث تاریخ سوز بن گئی!

مئی ۱۹۶۷ء کے آخر میں جب صدر ناصر اسرائیل کے خلاف متواتر شدید ترین الفاظ میں بیانات دے رہے تھے تو ایک دنیا اس غلط فہمی میں مبتلا تھی کہ شاید صدر ناصر نے گزشتہ دو اسرائیلی عرب جنگوں سے سبق حاصل کر کے اپنے آپ کو جنگی لحاظ سے اندر ہی اندر اس قدر مضبوط بنا لیا ہے کہ وہ خود مختاری کا حق رکھتے ہیں۔ لیکن اگلے چند ہی روز میں جنگ کی ایک ہی نوک نے غبارے کی ہوا خارج کر دی

۱۹۶۷ء کی جنگ کو ختم ہوئے ۲ سال ہو چکے ہیں۔ اسرائیل آج بھی عربوں کے سینے پر بیٹھ کر دندنا رہا ہے۔ وہ عرب ممالک کے بہت سے اہم حصوں پر آج بھی نہ صرف قابض ہے بلکہ کئی قسم کی دھمکیاں آئے دن دیتا رہتا ہے۔ وہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے دعوے کرتا ہے وہ مفتوحہ علاقوں کو اسرائیلی مملکت میں ضم کر لینے کے ارادہ کا برملا اظہار کرتا ہے وہ یو این او کو خاطر میں نہیں لاتا وہ سیکیورٹی کونسل کے فیصلوں کو رد کرتا ہے۔ اور عرب ممالک ابھی تک یہ سوچ رہے ہیں کہ اپنے مفتوحہ علاقے کس طرح واپس لئے جائیں۔ وہ گزشتہ ۲ سال میں صرف آنسو پونچھتے اور باتیں کرتے رہے۔ باتیں — صرف باتیں — اور بے نتیجہ باتیں۔ ! عمل سے تہی!! جذبہ سے خالی!!!

خدا کے لئے کوئی انہیں بتائے کہ تمہارے تمام مسائل کا حل وہی ہے جو خدا نے ارض و سما نے بتایا ہے اور وہ یہ کہ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ تمہیں یو این او کے دروازہ پر جانے کی ضرورت نہیں۔ تمہیں سیکیورٹی کونسل کی دہلیز پر جبہ سائی کی ضرورت نہیں تمہیں در باطل سے کچھ نہ ملے گا۔ تم صرف اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ کی شرط کو پورا کر کے حقیقی مومنوں کی طرح خدا سے تعلق پیدا کر کے آگے بڑھ جاؤ گے تو خدا کے فرشتے تمہارے استقبال کے لئے وہ تحفہ ہاتھوں میں لئے تمہیں سونپ دینے کو کھڑے ہوں گے جس پر لکھا ہو گا اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ!

للہ کوئی عرب ممالک کے ذہن نشین یہ آسمانی نسخہ کرا دے۔ اور انہیں بتائے کہ تمہاری یہ عبرتناک شکست خدا سے قطع تعلق کا براہ راست نتیجہ ہے۔ تم رعایت حاصل کرنا چاہتے ہو ضرور کرو۔ تم متحد ہونا چاہتے ہو ضرور متحد ہونا چاہیئے۔ تم اپنے اندر مومنانہ اتحاد پیدا کر کے اپنی صفوں کو سیدھا اور درست کر کے کندھے سے کندھا ملا کر اپنے اس حق پر جھپٹ پڑو جو تم سے چھین لیا گیا ہے۔ تمہاری عزت اور غیرت کو اسرائیل متواتر اکیس سال سے چیلنج کر رہا ہے تمہاری غیرت سو رہی ہے جو اتنے عبرتناک تھپیڑوں کے بعد بھی جاگنے کا نام نہیں لیتی۔ تم عیش و عشرت کے سامانوں کو یکسر ترک کر کے اگر مومنانہ سادگی اختیار کر لو اور جو کچھ تم سامان تعیش پر خرچ کرتے ہو اسے قومی بیت المال کے حوالے کر کے اس خدائے قادر و توانا کے در پر جھک کر طاقت مانگو جو تمام قوتوں کا سرچشمہ ہے تو یقیناً خدا کی نصرت دور نہیں ہے۔

اے کاش! عرب ممالک اپنی باہمی سیاسی چپقلشوں کو چھوڑ کر اسلامی اخوت و اتحاد کو اپنا سکیں اور اپنی کھوئی ہوئی عزت اور وقار کو حاصل کر سکیں اور اس خطرہ کا صحیح احساس کر سکیں جو صرف مصر، شام، عراق اور جارڈن کے سر پر ہی نہیں بلکہ سارے عرب ممالک کے سر پر منڈلا رہا ہے! ٭

جماعت احمدیہ شورت و کنی پورہ کا کامیاب سالانہ جلسہ

رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے کارکن نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان رکن وفد

مورخہ ۱۴ ر نبوک بروز اتوار جماعت احمدیہ شورت و کنی پورہ کا مشترکہ سالانہ جلسہ عیدگاہ شورت کے وسیع و بارونق میدان میں منعقد ہوا جس کی صدارت کے فرائض مکرم مولوی مبارک علی صاحب فاضل ناظر بیت المال (آمد) قادیان نے سرانجام دیئے۔

جلسہ کا آغاز قرآن کریم کی تلاوت سے ہوا جو خاکسار منظور احمد نے کی۔ ازاں بعد مکرم الحاج مولینا بشیر احمد صاحب فاضل نے لوائے احمدیت لہرایا۔ ازاں بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے نہایت خوش الحانی سے ایک نظم پڑھ کر سامعین کو محظوظ کیا۔

پہلی تقریر جو تعارفی تھی مکرم محمد عبد اللہ صاحب ڈار صدر جماعت احمدیہ شورت نے کی آپ کے بعد دوسری تقریر مکرم عبد الحمید صاحب ٹاک سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ یاڑی پورہ نے کی جس میں آپ نے احباب جماعت کو بعض اہم اور ضروری امور کی طرف توجہ دلائی اور اس قسم کے جلسوں میں پورے ذوق و شوق سے کثرت سے شامل ہونے کی تحریک کی۔

ازاں بعد مکرم مولانا عبد الحق صاحب فضل نے "صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام" کے عنوان پر لسیط خیالات کا اظہار فرمایا۔ موصوف نے ابتداء میں انبیاء علیہم السلام کی حد درجہ مخالفت اور انجام کار ان کی عظیم الشان کامیابی کا ذکر کرتے ہوئے اس جہت سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے متعدد ناقابل تردید ثبوت بیان کئے

بعدہٗ مکرم عبد الرحیم صاحب شمس نے کشمیری زبان میں جماعت احمدیہ کی تائید اور قبولیت احمدیت کی دعوت کے سلسلہ میں نظم سنائی۔

آپ کے بعد دوسری تقریر مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز مبلغ یادگیر نے "احمدیت کیا ہے" کے عنوان پر کشمیری زبان میں کی۔ جس میں احمدیت کے قیام کی غرض و غایت موقف اور اسلامی خدمات کا بوضاحت ذکر فرمایا۔

آپ کے بعد مکرم راجہ امیر اللہ خاں صاحب ایم ایل سی ریاست جموں و کشمیر نے احباب سے خطاب کیا۔ آپ نے دوستوں کو خلافت احمدیہ سے وابستگی اور خلافت سے متمتع ہونے جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے اور تبلیغ و تربیت کی طرف خصوصی توجہ دینے کی تلقین کی

ازاں بعد عزیز الطاف حسین صاحب نے نظم پڑھی اور آپ کے بعد محترم مکرم الحاج مولینا بشیر احمد صاحب فاضل امیر وفد کی تقریر

"زندہ خدا زندہ رسول اور زندہ کتاب"

کے موضوع پر ہوئی۔ آپ نے نہایت ہی عمدہ پیرایہ میں خدا تعالیٰ کی ہستی اور قرآن کریم کی ابدی زندگی کا ثبوت حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود سے پیش فرمایا آپ نے قرآن کریم کی آیت سے اس امر پر واقعاتی رنگ میں روشنی ڈالی کہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شاہد اور مبشر رسول قرار دیتے ہوئے سراج منیر بھی فرمایا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ خود بھی منور اور درخشندہ ہیں اور آپؐ کے اس نور سے اکتساب کر کے آپؐ کی امت کے افراد بھی روشن اور منور ہوں گے۔ اور یہ افاضہ روحانی قیامت تک قائم و دائم رہے گا۔

آخر میں آپؐ نے فرمایا کہ قرآن پاک کے موعودات پورے ہو رہے ہیں۔ آنے والا موعود بھی آچکا۔ اب اسلام کی فتح اسی موعود کے ذریعہ یعنی جماعت احمدیہ کے ذریعہ مقدر ہے جو اب جلد ہونے والی ہے اور وہ جنبشیں جن کا ذکر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب سیر روحانی میں فرمایا ہے۔ جلد یا بدیر احمدیوں کے ذریعہ حل کریں گی۔ انشاء اللہ العزیز

آپ کی تقریر کے بعد مکرم مبارک احمد صاحب ظفر نے نہایت خوش الحانی سے نظم پڑھی۔ آپ کے بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے تربیتی تقریر فرمائی۔ ازاں بعد مکرم سید محمد یاسین صاحب آسنور نے نظم پڑھی اور مکرم ولی محمد صاحب راتھر سیکرٹری جماعت احمدیہ یاڑی پورہ نے کشمیری زبان میں تقریر کی۔

بعدہٗ محترم امیر وفد نے مسجد اقصیٰ کے جلائے جانے کے سلسلہ میں ریزولیوشنز پیش کئے جس کی احباب جماعت نے جوش و خروش کے ساتھ تائید کی۔

آخر میں صدر جلسہ نے مختصری صدارتی تقریر فرمائی اور شکریہ ادا کیا

محترم امیر وفد نے جملہ عہدیداران جماعت احباب جماعت رشی نگر۔ آسنور۔ یاڑی پورہ چک امبر چیچہ۔ کنی پورہ۔ برازلو۔ نونہ منی۔ کانچھی پورہ آرونی۔ شورت۔ ادگام۔ ماند جن و دیگر جماعتہائے احمدیہ و احباب کا دلی شکریہ ادا کیا۔ اور آئندہ بھی اسی قسم کا تعاون کرنے کی توقع کا اظہار فرمایا۔

صدر جماعت احمدیہ رشی نگر جناب خواجہ عبد السبحان صاحب نے بھی حاضرین جلسہ سے خطاب فرمایا اور قیمتی نصائح فرمائیں

آخر میں صدر جماعت شورت نے جملہ حاضرین کے تعاون کا شکریہ ادا فرمایا اور جماعت احمدیہ شورت و کنی پورہ کے انتہائی مخلصانہ تعاون کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جلسہ کی کامیابی پر مبارکباد دی۔

دعا پر اجلاس برخاست ہوا جو مکرم مولوی عبد الواحد صاحب فاضل نے کرائی۔ اور جماعت احمدیہ شورت اور کنی پورہ کی طرف سے حاضرین جلسہ کی چائے سے تواضع کی گئی اسی طرح جو دوست دور کی جماعتوں کے تھے اور واپس نہ جا سکے تھے۔ ان ہر دو جماعتوں کی طرف سے ان کے قیام و طعام کا بہترین انتظام تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

شبینہ کارگزاری

اسی روز مغرب و عشاء کی نمازیں جمع ہوئیں اور ایک مختصر سا اجلاس ہوا۔ جس میں مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز نے کشمیری زبان میں شرائط بیعت کا ترجمہ حاضرین کو سنایا۔

نماز مغرب کے بعد شورت کے دو دوستوں مکرم حبیب اللہ صاحب اور مکرم محمد عبد اللہ صاحب نے بیعت کی۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے۔

ازاں بعد مکرم محمد عبد اللہ صاحب ڈار صدر جماعت احمدیہ شورت نے حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب رضؓ کا شہادت نامہ بزبان کشمیری سنایا۔ مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے بھی شہید مرحوم کا ایک ایمان افروز واقعہ سنایا

کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر عہدیداران جماعتہائے احمدیہ کشمیر اور ارکان وفد نے جماعتوں کی تعلیمی تربیتی تبلیغی اصلاحی اور تنظیمی ترقیات کے متعلق بعض تجاویز پاس کیں۔

الحمد للہ کہ ہمارا یہ جلسہ بھی جو وفد کے پروگرام کا آخری جلسہ تھا۔ کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ آمین ؞

میں اپنے سیاہ خانۂ دل کی خاطر
وفاؤں کے خالق وفا چاہتا ہوں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ

مکرم مولوی احمد حسین صاحب وکیل شوراپور اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے ایک دوست جناب ڈاکٹر کے مدنا صاحب منظر سول سرجن بیجاپور، جو جنوبی ہند اور دکن میں مقبول شاعر ہیں انہوں نے اپنے ایک خط میں یہ شعر لکھا تھا ؎

تیری دید سے زندگانی جواں ہے میں منظر ہوں حسنِ نظر چاہتا ہوں

چنانچہ ان کو اسی بحر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی سالم غزل "کیا چاہتا ہوں" بھیجی گئی اس کے جواب میں ڈاکٹر مدنا صاحب رقمطراز ہیں کہ آپ کی عنایتیں موسلا دھار بارش کی شکل میں ظاہر ہوئیں۔ آپ نے جو غزل لکھ بھیجی ہے اس کے ایک شعر نے تو مجھے سکتہ کے عالم میں پہنچا دیا۔ اور میں آدھ گھنٹہ تک اپنے دفتر سے باہر رہ کر اپنے آنسوؤں کو پونچھتا رہا۔ نہیں معلوم آپ پر کیا عالم طاری ہوا تھا جب آپ پہلی مرتبہ اس غزل کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ میرے پسندیدہ اشعار یہ ہیں ؎

میں اپنے سیاہ خانۂ دل کی خاطر وفاؤں کے خالق وفا چاہتا ہوں

واقعی بے مثال شعر ہے جو دل کو گرمانے اور روح کو تڑپانے کے لئے کافی ہے

دوسرا شعر ؎

وہی خاک جس سے بنا میرا پتلا میں اس خاک کو دیکھنا چاہتا ہوں

احباب دعا کریں سعید روحوں کے دل و دماغ کو اللہ تعالیٰ اسلام و احمدیت کے نور سے منور فرمائے

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

بقایا حصہ آمد

دفتر ہذا کی طرف سے ان تمام موصیوں کی خدمت میں خطوط تحریر کئے جا چکے ہیں جن کی طرف سے حصہ آمد کا چندہ تاریخ سے کم وصول ہو رہا ہے ان سب سے درخواست ہے کہ وہ اسی مد میں بھی کمی کو پورا فرما دیں

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

پروگرام مالی دورہ برائے وصولی چندہ جات علاقہ کشمیر

علاقہ کشمیر میں اس دفعہ دورہ کے بعد نظارت ہذا اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ علاقہ پونچھ و کشمیر میں وصولی چندہ جات کے لئے وسط اکتوبر کے بعد ہی مرکزی نمائندگان کا بھجوایا جانا مفید ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں اس علاقہ کے احباب جماعت اور عہدیداران نے بھی اسی امر پر زور دیا ہے کہ وصولی چندہ جات کیلئے وسط اکتوبر کے بعد ضرور دورہ کروایا جائے۔ چنانچہ اب مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب فاضل مبلغ بانڈی پورہ و مکرم مولوی غلام احمد شاہ صاحب مبلغ مقامی کنگی پورہ کو (نظارت دعوۃ وتبلیغ سے اجازت کے بعد) وصولی چندہ جات کے لئے ۱۵ ر اکتوبر سے بھجوایا جا رہا ہے۔ چونکہ اِس علاقہ میں تحریک جدید کے بھی کافی بقائے چلے آ رہے ہیں اسلئے ہر دو صیغہ جات سے اجازت اور مشورہ کے بعد یہ دورہ نظارت بیت المال و تحریک جدید کی طرف سے مشترکہ کروایا جا رہا ہے۔ لہذا احباب جماعت جملہ مرکزی چندہ جات کے سلسلہ میں ان احباب سے تعاون کرکے ممنون فرمائیں۔ کشمیر میں چونکہ جماعتیں ایسی جگہوں پر ہیں جہاں سے بینک ڈرافٹ وغیرہ کی سہولت نہیں ہے لہذا نظارت کی طرف سے ایک رسید بک وفد کو بھجوائی جا رہی ہے۔ تا جس جماعت سے جمع شدہ چندہ وصول کریں انہیں باقاعدہ رسید دیں اور یہ رسید سیکرٹری مال یا صدر جماعت کے نام ہوگی۔ اور اصل کوپن آنے تک یہ رسید عارضی کوپن شمار ہوگی۔ لہذا امید ہے کہ احباب اراکینِ وفد سے پورا پورا تعاون کرکے ممنون فرماویں گے۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
۱	مشورت	۶۹-۱۰-۱۵	۲	۶۹-۱۰-۱۷
۲	کنگی پورہ	〃 〃 ۱۷	۲	〃 〃 ۱۹
۳	ادگام	〃 〃 ۱۹	۱	〃 〃 ۲۰
۴	یاڑی پورہ	〃 〃 ۲۰	۱	〃 〃 ۲۱
۵	چک ایریچھ	〃 〃 ۲۱	۱	〃 〃 ۲۲
۶	آسنور	〃 〃 ۲۲	۲	〃 〃 ۲۴
۷	رشی نگر	〃 〃 ۲۴	۲	〃 〃 ۲۶
۸	ماندوجن	〃 〃 ۲۶	۱	〃 〃 ۲۷
۹	شوپیاں	〃 〃 ۲۷	۱	〃 〃 ۲۸
۱۰	مانلو	〃 〃 ۲۸	۱	〃 〃 ۲۹
۱۱	پھوہڑ	〃 〃 ۲۹	۱	〃 〃 ۳۰
۱۲	سنڈ براری	〃 〃 ۳۰	۱	〃 〃 ۳۱
۱۳	ہاری پاری گام	〃 〃 ۳۱	۲	۶۹-۱۱-۲
۱۴	سری نگر	۶۹-۱۱-۲	۲	〃 〃 ۴
۱۵	بانڈی پورہ ترک پورہ	〃 〃 ۴	۲	〃 〃 ۶
۱۶	لدّروَن	〃 〃 ۶	۱	〃 〃 ۷
۱۷	ہیچہ مرگ	〃 〃 ۷	۱	〃 〃 ۸

اخبار بدر رعایتی قیمت پر

ایک دوست نے کچھ رقم اس تجویز کے ساتھ اعانت بدر کیلئے عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا تھا کہ جو بعض مستحق دوست نصف قیمت ادا کرکے اپنے نام سال بھر کے لئے اخبار بدر لگوانا چاہیں تو نصف قیمت اِس فنڈ سے ادا کی جائے۔ ایسے مستحق دوستوں کی درخواستیں موصول ہو رہی ہیں لیکن دوسرے ذی ثروت دوستوں کیلئے بھی ثواب حاصل کرنے کا یہ ایک اچھا موقع ہے اور اخبار کی اعانت کا بہترین ذریعہ بھی۔ بدر کی نصف قیمت پانچ روپے ہے اور یہ ایسی رقم ہے کہ جماعت کے بہت سے احباب آسانی کے ساتھ اس اعانت میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے احباب کو اس کارِ خیر میں حصہ لینے کی توفیق بخشے آمین۔

مینیجر بدر قادیان

پروگرام مالی دورہ علاقہ پونچھ

مکرم مولوی شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ پونچھ

محترم ناظر صاحب دعوۃ وتبلیغ کی اجازت کے بعد نظارت ہذا کی طرف سے مکرم مولوی شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ پونچھ کو وصولی چندہ جات کے لئے علاقہ پونچھ میں بھجوایا جا رہا ہے۔ مولوی صاحب علاوہ لازمی چندہ جات کے چندہ تحریک جدید کی بھی وصولی کریں گے۔ لہذا احباب جماعت اور عہدیداران سے امید کی جاتی ہے کہ وہ مولوی صاحب موصوف کے ساتھ پورا پورا تعاون کرکے ممنون فرماویں گے۔ مرکز کی طرف سے مولوی صاحب کو ایک رسید بک بھجواتے ہوئے اجازت دی گئی ہے کہ وہ جماعتوں سے جمع شدہ چندہ نقد وصول کرکے بذریعہ ڈرافٹ یا منی آرڈر خود بھجوا دیں۔ اس کے لئے مولوی صاحب ہر جماعت کو الگ الگ رسید دینگے جو باقاعدہ کوپن کے وصول ہونے تک عارضی کوپن کی حیثیت رکھے گی۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
۱	پونچھ شیندرہ	۶۹-۱۰-۲۰	۲	۶۹-۱۰-۲۲
۲	سلواہ پٹھانہ تیر	〃 〃 ۲۳	۲	〃 〃 ۲۵
۳	گورسائی	〃 〃 ۲۵	۱	〃 〃 ۲۶
۴	چارکوٹ	〃 〃 ۲۶	۲	〃 〃 ۲۹
۵	کالابن کوٹلی	〃 〃 ۲۹	۲	〃 〃 ۳۱
۶	بوڑھانوں	〃 〃 ۳۱	۱	۶۹-۱۱-۲

ولادتیں

مورخہ ۱۱ ر ستمبر (تبوک) کو مکرم مستری محمد حسین صاحب درویش کو اللہ تعالےٰ نے لڑکا عطا فرمایا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ نے عزیز کا نام کلیم احمد تجویز فرمایا ہے۔

(۲)—— مورخہ ۱۳ ر ستمبر کو چوہدری منور علی صاحب فوٹوگرافر درویش کو اللہ تعالےٰ نے لڑکا عطا فرمایا۔

(۳)—— اسی روز مکرم محمد اسماعیل صاحب ننگا درویش کے ہاں لڑکی تولد ہوئی۔

(۴)—— مورخہ ۱۶ ر ستمبر کو مکرم خواجہ دین محمد صاحب درویش کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا۔

(۵)—— مورخہ ۲۰ ر ستمبر کو مکرم نور محمد صاحب پونچھی درویش کے ہاں لڑکی تولد ہوئی اور زکیہ نام تجویز کیا گیا۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جملہ نومولودین کو نیک، صالح اور خادم دین بنائے۔ عمریں دراز ہوں اور والدین کے لئے قرۃ العین ثابت ہوں۔ آمین۔

جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان

جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت کے خواہشمند احباب توجہ فرمائیں

وزارت خارجہ حکومت ہند نے زیر چٹھی نمبر ۶۹/۲۹/۲/۱۱ مورخہ ۹۹ ۱ مشورہ دیا ہے کہ جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت کے خواہشمند احباب فوری طور پر متعلقہ حکام ضلع کو حصول پاسپورٹ کے لئے درخواست دے دیں۔ مزید علم ہوا ہے کہ وزارت خارجہ کی طرف سے جملہ صوبائی حکومتوں کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

لہذا متعلقین فوری طور پر حصول پاسپورٹ کے لئے درخواستیں داخل کرکے دفتر ہذا کو بھی مطلع فرما دیں۔ یہ یاد رہے کہ پاسپورٹ دوستوں کو اپنے اپنے صوبہ جات سے ملیں گے۔

ناظر امور عامہ قادیان

قصبہ راٹھ ضلع ہمیر پور میں احمدیہ صوبائی کانفرنس

بتاریخ ۲۲، ۲۳ اخاء ۱۳۴۸ ہش مطابق ۲۲، ۲۳ اکتوبر ۱۹۶۹ء

صوبہ اُتّر پردیش (یو۔پی) کی جماعتوں اور احباب کی اطلاع کے لئے یہ ضروری اعلان کیا جاتا ہے کہ "راٹھ" میں احمدیہ صوبائی کانفرنس ۲۲، ۲۳ اخاء (اکتوبر) کی تاریخوں میں منعقد ہو رہی ہے۔ مرکز کی طرف سے اس کانفرنس میں علماء کرام شرکت فرمائیں گے جماعتِ احمدیہ راٹھ کی طرف سے کانفرنس میں شمولیت کے لئے درخواست ہے کہ احباب مستورات زیادہ سے زیادہ تعداد میں تشریف لائیں۔ قیام و طعام کا انتظام جماعت راٹھ کی طرف سے ہوگا۔

راٹھ پہنچنے کے لئے دو راستے ہیں۔ جو دوست براستہ جھانسی آویں وہ جھانسی سے ایک پور لائن پر سفر کریں۔ اور ہریال پور اسٹیشن اتر کر بس کے ذریعہ راٹھ تشریف لے جائیں۔ یہ ٹرین جھانسی سے صبح سات بجے چلتی ہے۔

جو دوست براستہ کانپور آویں انہیں کانپور سے باندہ لائن میں بھروا ہمیر پور اسٹیشن اترنا ہوگا جہاں راٹھ کے لئے بس اسٹیشن پر ہی ملتی ہے۔ کانپور سے باندہ کے لئے دو ٹرینیں چلتی ہیں۔ (۱) کانپور سے صبح ساڑھے چھ بجے باندہ ایکسپرس، یہ ٹرین لکھنؤ سے آتی ہے۔ لکھنؤ سے ساڑھے چار بجے روانہ ہوتی ہے۔

(۲) - کانپور سے صبح ساڑھے سات بجے باندہ پسنجر۔

نوٹ... کانفرنس کے سلسلہ میں خط و کتابت کا پتہ :-

مکرم اسرار احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعتِ احمدیہ۔

راٹھ - ضلع ہمیر پور (یو-پی)

P.O. RATH Distt: HAMIR PUR (U.P.)

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

وقفِ جدید کے چندوں کی تفصیل

براہِ راست دفتر وقفِ جدید میں بھجوائیں

تمام جماعتوں کے سیکرٹریانِ مال و سیکرٹری صاحبان وقفِ جدید کی خدمت میں عرض ہے کہ جب وہ خزانے میں چندوں کی رقوم بھجوائیں تو ان رقوم کی تفصیل ایک فہرست کی شکل میں دفتر وقفِ جدید میں براہِ راست ارسال فرمادیں۔ اس فہرست میں نام اور وصولی کے متعلق تفصیل موجود ہونی چاہیئے۔ مندرجہ بالا تفصیل نہ ہونے کی صورت میں دفتر کو خط و کتابت کے طویل سلسلہ میں سے گزرنا پڑتا ہے جس سے بہت سا وقت خرچ ہو جاتا ہے۔ پس سیکرٹری صاحبان براہِ کرم اس نہایت ضروری امر کی طرف توجہ فرمادیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمادے۔

بعض سیکرٹری صاحبان کچھ چندوں کی رقوم وصول کر کے اپنے پاس رکھ چھوڑتے ہیں کہ جب مزید رقم آئے گی تو اکٹھی بھیج دیں گے۔ یہ طریق صحیح نہیں۔ اگر کسی جماعت کا ماہوار بجٹ -/۱۰۰ روپے ہے تو نصف رقم جمع ہونے پر فوراً داخلِ خزانہ کرنی ضروری ہے۔ بقیہ رقم جب وصول ہو جائے تو اس وقت داخل کرادی جائے۔

امر اول کے متعلق تاکیداً عرض ہے کہ وقفِ جدید کا چندہ بھیجتے وقت خزانے کو صرف یہی لکھ دینا کافی ہے کہ اس قدر رقم چندہ وقفِ جدید کی ہے۔ مگر دفتر وقفِ جدید کو یہ تفصیل بھیجنی ضروری ہے کہ اس رقم میں سے فلاں صاحب کا اتنا چندہ ہے اور فلاں صاحب کا اتنا۔ اس تھوڑی سی تکلیف سے مقامی جماعتیں خود بھی اور مرکزی انتظام بھی بہت سی کاوش سے بچ جائیں گے اور جماعتوں کا حساب بھی نہایت عمدہ ہو جائے گا۔ اُمید ہے کہ مقامی سیکرٹریانِ مال و وقفِ جدید ان امور کی پابندی فرمائیں گے۔ امراء اور صدر صاحبان ضرور بالضرور ان امور کی نگرانی فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو آمین ❊

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

اظہارِ تشکر

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث۔ بزرگانِ سلسلہ۔ درویشانِ قادیان اور دیگر احبابِ جماعت کی دعاؤں سے خاکسار کی لڑکی عزیزہ مبارکہ بیگم کلکتہ یونیورسٹی کے بی۔ اے (فائنل) میں کامیاب ہوگئی ہے الحمد للہ۔ خاکسار حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور جملہ اُن احباب کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے بچّی کی کامیابی کیلئے دعائیں کیں اور درخواست کرتا ہے کہ اسکی مزید دینی اور دنیوی ترقیات کیلئے دعا فرمائیں۔ اس خوشی میں عزیزہ موصوفہ نے مبلغ پانچ روپے اعانتِ بدر کیلئے اور مبلغ بیس روپے درویش فنڈ میں بطور شکرانہ جمع کرواتے ہیں۔ خاکسار:

سید کریم بخش۔ امیر جماعتِ احمدیہ کلکتہ

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کاروں

کے ہر قسم کے پرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرمالیں !!

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ "AUTOCENTRE" | فون نمبر 23—1652، 23—5222

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں

مختلف اقسام، دفاع۔ پولیس ریلوے۔ فائر سروسز۔ ہیوی انجینئرنگ۔ کیمیکل انڈسٹریز مائنز۔ ڈیریز۔ ویلڈنگ شاپس اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہو سکتی ہیں !!

گلوب ربڑ انڈسٹریز

● — آفس و فیکٹری : ۱۰ - پربھو رام سرکار لین کلکتہ ۱۵ — فون نمبر ۳۲۷۲-۲۴

● — شو روم : ۱/۳۱ نیو جیت پور روڈ کلکتہ ۱ — فون نمبر ۴۰۱-۳۴

تار کا پتہ .... گلوب ایکسپورٹ

درخواستہائے دعا

(۱) خاکسار اہلِ سنّت والجماعت کا فرد ہے اور کچھ عرصہ سے بیمار چلا آرہا ہے جملہ جماعت ہائے احمدیہ، مبلّغین کرام اور درویشانِ قادیان کی خدمت میں کامل شفا یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار : محمد افسر۔ ڈھوال کاپی

(۲) محترمہ ہمشیرہ صاحبہ مکرم سید احمد صاحب احمدی آرہ صوبہ بہار بعارضہ ٹنٹس سخت بیمار ہیں۔ احباب جماعت و بزرگانِ سلسلہ سے خصوصی دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس موذی مرض سے جلد صحتِ کاملہ عطا فرمائے۔ اور اپنے فضلوں کا وارث بنائے آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان۔

ضروری اعلان

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے دو ارشادات موصول ہوئے ہیں۔ کہ کوشش کر کے تحریکِ جدید کی آمد کا بجٹ پورا کیا جائے۔ احباب مہربانی کر کے خاص توجہ فرمائیں۔ وکیل المال تحریکِ جدید قادیان